REGD. NO. L.P. 67

رجسٹرڈ نمبر ایل۔ پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

چندہ
چھ روپے سالانہ
ششماہی
۵۰-۳ روپے
ممالک غیر
۵۰-۷ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۷ ‖ ۳۱ وفا ۱۳۳۷ہش ۱۳ محرم ۱۳۷۸ھ - ۳۱ جولائی ۱۹۵۸ء ‖ نمبر ۲۹

اِنقلابِ عراق

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

۱۴ جولائی کو عراق میں فوجی بغاوت ہو گئی وہاں کے اندرونی حالات تو وہاں کے لوگ جانیں۔

رموز مملکتِ خویش خسرواں دانند
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

عرب نیشنلزم لیکن اس انقلاب کا سب سے واضح پہلو "عرب نیشنلزم" ہے۔ کرنل ناصر، مسٹر نہرو وزیر اعظم ہند اور مسٹر خروشچیف ان سبھوں کے نزدیک یہ انقلاب عرب نیشنلزم کی فتح ہے۔

یوں تو کہتے ہیں کہ عرب بیچاروں میں خلیفۂ عباسی "مامون" ہی کے عہد سے ایک احساسِ کمتری آ رہا ہے۔ اسی زمانے سے عربوں پر عجموں کی برتری شروع ہو گئی۔ اور عرب قومیت کا جذبہ اُبھرنے لگا۔

اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عربوں نے جب ترکوں سے بغاوت کی تو اس وقت بھی "عرب نیشنلزم" ہی کا جذبہ کار فرما تھا۔ لیکن جب سے کرنل ناصر برسرِ اقتدار آئے ہیں۔ یہ تحریک خوب زور پکڑ گئی ہے۔

اس جگہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عربوں کی قوم پرستی اور مسلم لیگ کی قوم پرستی میں بڑا فرق ہے۔ مسلم لیگ کی قوم پرستی کی بنیاد اقبال کے اس شعر پر ہے

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذب باہم جو نہیں محفلِ انجم بھی نہیں

لیکن عربوں کی قوم پرستی کا مفہوم اس سے بہت مختلف ہے۔ ان کی قوم پرستی کی بنیاد محض اُس "جذبۂ وطن پرستی" پر ہے جس کی اقبال نے ان الفاظ میں مذمت کی ہے۔

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

—— (۲) ——

سامراجیت سے بیزاری دوسری آواز جو اس انقلاب کے شور و غل میں سنائی دیتی ہے وہ ہے یورپین سامراجیوں سے اظہارِ بیزاری کی آواز۔ مگر میرے نزدیک عربوں کی شان تو اس میں تھی کہ وہ دنیا کے تمام "سامراجیوں" سے اظہارِ نفرت کرتے خواہ وہ یورپین ہوں یا روسی۔ یہ تو قابلِ تعریف اقدام نہیں کہ مغربی ممالک کا جُوا اُتار کے روسیوں کا جُوا کندھے پر لاد لیا۔ لیکن یہ پاکیزہ مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب تک کوئی انقلاب پُر امن۔ اہنسا اور عدم تشدد کے اصول پر نہ ہو۔ تشدد پسندی تو نفرت پیدا کرتی ہے اور دشمنی کے بیج بوتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں ایک طاقتور دشمن کے شر سے بچنے کے لئے پھر کسی دوسری طاقت کی پناہ لینی پڑے گی . . . . مصر اور شام . . . . جو روسی کیمپ میں چلا گیا اس کی یہی وجہ ہے اور اب عراق کو بھی وہیں پناہ لینی پڑے گی اگرچہ عراق کی نئی حکومت نے یہ اعلان کیا ہے کہ وہ بدستور "معاہدۂ بغداد" میں رہیگی اگر یہ بات صحیح ہے اور یہ کوئی سیاسی فریب نہیں تو پھر اس انقلاب کی کوئی اہمیت نہیں رہ جاتی۔ صرف حکمرانوں کا تبادلہ ہو جاتا ہے اور مغربی سامراجیوں سے اظہارِ نفرت کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

—— (۳) ——

معاہدہ بغداد کا وقار اس انقلاب کا تیسرا پہلو یہ ہے کہ اس سے امریکی بلاک "اور معاہدہ بغداد" کے وقار کو زبردست صدمہ پہنچا ہے۔ مگر سچ پوچھئے تو یہ امریکن بلاک اور برطانیہ کی "دو رخی سیاست" کا نتیجہ ہے فلسطین میں یہودیوں کو آباد کر کے برطانیہ اور امریکہ نے عربوں کی قومیت کو جس طرح چھیڑا ہے اگر اس کے نتیجے میں عراق کیا ساری دنیا میں جنگ کے شعلے بھڑک اُٹھیں تو کوئی تعجب نہیں۔ برطانیہ کے تدبر و فراست نے مملکت اسرائیل کے قیام سے زبردست شکست کھائی ہے۔ اگر عرب کے جگر لینے پر انگریزوں نے یہ سیاہ دھبہ نہ لگایا ہوتا تو آج روس کو مشرقِ وسطیٰ کے معاملہ میں مداخلت کا موقعہ نہ ملتا۔

—— (۴) ——

امنِ عالم اس انقلاب کا چوتھا پہلو "امنِ عالم" کو خطرہ ہے۔ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ اہلِ نظر تیسری عالمگیر جنگ کے لئے جس مقام کی نشاندہی کر رہے تھے یہ انقلاب وہیں برپا ہوا ہے۔ کوریا میں جب جنگ چھڑی اور یہ خیال ظاہر کیا گیا کہ تیسری جنگ چھڑ گئی تو مسٹر چرچل نے کہا کہ یہ خیال غلط ہے۔ تیسری جنگ تو مشرقِ وسطےٰ سے شروع ہوگی۔

اس انقلاب کے بعد ایران۔ ترکی۔ شام اردن اور اسرائیل کو اپنی ڈیفنس لائن پر نظر ثانی کرنی ہوگی۔ ان تمام ممالک کی سرحدیں آپس میں ملتی ہیں۔ اور ان پر مستزاد یہ کہ اردن و لبنان میں برطانوی و امریکی فوجیں اُتر گئی ہیں۔ اور عراق و شام میں روسی سامراجیوں کو قدم جمانے کا موقعہ مل گیا ہے۔ نئے سرے سے محاذِ جنگ بنانا ضروری ہے بلکہ اب تو سننے میں آ رہا ہے کہ پاکستان اور ایران کے انضمام کا سوال بھی زیرِ غور آگیا ہے۔

اس کے علاوہ ۱۹۲۱ء میں روس اور ایران کے درمیان ایک معاہدہ بھی ہوا تھا۔ اس کے ماتحت بھی اگر ایرانی سرحد کو کسی بیرونی طاقت سے کوئی خطرہ لاحق ہوا تو روس کو ایران میں اپنی فوج داخل کرنے کا حق ہوگا۔ معلوم نہیں کہ ایران نے کس نادانی کے عالم میں یہ معاہدہ کیا تھا۔ مگر اس معاہدے کے بعد بالکل نہر سویز اور برطانیہ والی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ برطانیہ کا بھی مصر سے یہی معاہدہ تھا کہ اگر کسی بیرونی طاقت نے مصر پر حملہ کیا تو برطانیہ کو نہر سویز پر قبضہ کرنے کا حق ہوگا۔ اسی معاہدے کا بہانہ بنا کر برطانیہ نے مصر پر بمباری کی اور پورٹ سعید پر قبضہ کیا۔ یہاں بھی ممکن ہے کہ عراق ایران پر حملہ کرے۔ اور روس اس معاہدے کی رو سے ایران میں داخل ہو جائے۔ اس وقت معاہدۂ بغداد والے ممالک اور ان کے "بزرگوار" امریکہ کی پالیسی کیا ہو گی۔ اس کا جواب تو وقت ہی دیگا۔ لیکن اگر ایسا ہوا تو شام کو جنگی اہمیت "مزید حاصل ہو جائے گی کیونکہ روسی افواج وہیں کیمپ لگائیں گی۔ اور یہی وہ پیشگوئی ہے۔ جو جماعت احمدیہ کی قرنوں سے چلی آ رہی ہے۔

—— (۵) ——

انقلابِ عراق اور جمہوریت اس انقلاب کا (باقی صفحہ ... پر)

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۷/ جولائی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں مطبوعہ اطلاع مظہر ہے کہ "حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو دردِ نقرس میں پہلے سے افاقہ ہے"

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازئ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ ۲۵/ جولائی۔ مکرم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب ایم۔ اے ابن حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول غانا (مغربی افریقہ) کل مورخہ ۲۴/ جولائی کو مع اہل و عیال ربوہ تشریف لے آئے۔ آپ موسمی تعطیلات گذارنے کیلئے تشریف لائے ہیں تعطیلات ختم ہونے پر آپ غانا واپس تشریف لے جائیں گے انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کا آنا مبارک کرے آپ خیر و عافیت سے یہاں رہیں اور خیر و عافیت کے ساتھ غانا واپس پہنچیں۔ آمین۔

مری ۲۸/ جولائی۔ مکرم صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ حضرت سیدہ ام ناصر احمد صاحبہ سخت بیمار ہیں۔ سیدہ موصوفہ کی شفا کاملہ و عاجلہ کیلئے احباب جماعت خصوصیت سے دعا فرمائیں۔

قادیان ۲۹/ جولائی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں۔ مورخہ ۲۸/ جولائی کو آپ ڈلہوزی سے بخیریت واپس تشریف لے آئے تھے۔ الحمد للہ۔

جناب ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کی قادیان میں آمد

مقاماتِ مقدسہ کی زیارت

قادیان ۲۲/ جولائی۔ آج جناب نرسی دمودر داس صاحب آئی۔ اے۔ ایس ڈپٹی کمشنر گورداسپور اپنے سرکاری دورہ قادیان تشریف لائے اور ریسٹ ہاؤس میں قیام کیا۔ تشریف آوری سے قبل آپ نے نظارت امورِ عامہ میں اطلاع بھجوائی کہ ۵ بجے کے قریب آپ مقاماتِ مقدسہ دیکھنے اور احمدی احباب سے ملنے کیلئے تشریف لائیں گے۔ جماعت کی طرف سے جناب ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں چائے قبول کرنے کی درخواست کی گئی۔ لیکن انہوں نے شکریہ کے ساتھ معذرت کرتے ہوئے لکھا کہ وہ چائے پینے کے بعد ۶ بجے محلہ احمدیہ میں آئیں گے۔

چنانچہ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب مع مسٹر ہانڈا نائب تحصیلدار صاحب بٹالہ بذریعہ جیپ ہمارے محلہ میں تشریف لائے۔ مسجد مبارک کے سامنے چوک میں جماعت کی طرف سے ان کا استقبال کیا گیا۔ سلسلہ کے ذمہ دار افراد نے ڈی۔ سی صاحب کو ہار پہنائے۔ اور نعرہ ہائے تکبیر اور دوسرے نعروں سے استقبال کیا (باقی صفحہ ۱۰ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان —— مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۵۸ء

اتحاد بین المسلمین کا واحد ذریعہ

مسلمان تمام دنیا کی آبادی کا ایک معقول حصہ ہیں۔ کیا بلحاظ تعداد افراد کے اور کیا بلحاظ علاقائی وسعت کے۔ بلکہ ایک خطہ ارض میں تو خالص اسلامی مملکتیں بھی قائم ہیں۔ لیکن اس کے باوجود آج دنیا میں مسلمان کو وہ عزت و وقعت حاصل نہیں جو کسی وقت موجودہ تعداد سے کہیں کم مسلمانوں کو حاصل تھی اور دنیا کے ہر ایک کونے سے حصہ پر ہی ان کے قدم پہنچے تھے۔ اس بے وقعتی کی تمام تر وجہ اسلامی جمعیت کے شیرازہ کا بکھر جانا اور اس کے اتحاد و اتفاق کا پارہ پارہ ہو جانا ہے۔ یہ انشقاق و افتراق عقائد و خیالات کے اختلاف کی بنا پر ہو یا غلبہ و سطوت کی دوڑ میں سیاسی نقطہ نظر کے مختلف ہونے سے ہو۔ یہ امر مسلم ہے کہ اس وقت وحدت امت معدوم ہے اور باوجود ایک خدا ایک رسول اور ایک کتاب پر سب کا ایمان ہونے کے ایمان کی اصل روح عنقا ہے۔ اور یہ صرف الفاظ کی حدود میں محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ اور مذہبی فرقوں کے اعتبار یا ملکی سیاست کے لحاظ سے کل حزب بما لدیہم فرحون کے پورے مصداق بن چکے ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ چاروں طرف سے تھپیڑے کھانے کے باوجود خستہ جان مسلم ساحل مراد تک پہنچنے کے لئے حقیقی تگ و دو نہیں کر رہا۔

امتِ مرحومہ کی اس ناگفتہ بہ حالت کو دیکھ کر ہر دردمند مسلمان شدت کرب سے کراہ اٹھتا ہے۔ اور بدل یہ خواہش رکھتا ہے کہ جس طرح ہو سکے پھر امت کی حالت سدھر جائے۔ اس کے جسم میں پہلے کی سی زندگی عود کر آئے۔ اس کا کھویا ہوا وقار پھر سے قائم ہو جائے! مگر واحسرتا اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے یا تو کوئی کوشش کی ہی نہیں گئی۔ اور اگر کی گئی تو وہ غلط لائنوں پر تھی۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ امت کی حالت میں کچھ فرق نہیں آیا۔ کبھی خودساختہ طریقوں سے اور کبھی سیاست کے میدان میں اتر کر اس کے ہاتھ میں قوت و سطوت کی عنان دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مگر اس طرح نہیں کہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر اسباب و ذرائع کو صحیح طریق پر عمل میں لایا جائے۔ بلکہ کسی دوسری طاقت کا سہارا لے کر!! ــــ لیکن ظاہر ہے کہ نہ تو روحانیت میں انسانی تدبیریں کچھ کام دے سکتی ہیں۔ اور نہ سیاسی نقطہ نظر سے دوسروں کا سہارا کسی وقت ساری امت کو اٹھانے کا موجب ہو سکتا ہے!!

ماضی قریب میں امتِ مرحومہ کی ترقی و سربلندی کی کوششیں کس قدر بھی نیک نیتی پر مبنی کیوں نہ سمجھی جائیں حقیقت یہ ہے کہ ان تمام تر کوششوں اور مساعی میں امت کے اصل مقام اور مرتبہ کو ہمیشہ ہی نظرانداز کیا جاتا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قدم قدم پر ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا۔ ہر مسلمان زبان سے تو اسلام کو زندہ مذہب قرار دیتا ہے۔ مگر اس کی زندگی کے اسباب پر نظر نہیں رکھتا۔ وہ اس بات کو تو بخوبی سمجھتا ہے کہ پانی کے بغیر پیاس نہیں بجھتی اور کھانے کے بغیر پیٹ نہیں بھرتا اور دونوں چیزوں کی جگہ کوئی جنتر منتر کام نہیں دے سکتا۔ پھر بھی وہ جنتر منتر اور ٹوٹکوں کا سہارا لیتا ہے۔ وہ اسلام کی ترقی و سربلندی کے لئے حقیقی اسباب و ذرائع کو بھول جاتا ہے۔ اور سرچشمہ حیات کی طرف قطعاً رجوع نہیں کرتا حالانکہ اسلام کی زندگی اور [illegible] سربلندی کا راز اسی میں مضمر ہے

پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ امت سے یہ افتراق و انشقاق دور ہو جائے۔ اور اس کا بکھرا ہوا شیرازہ پھر سے سلک وحدت میں پرو دیا جائے تو ہمیں انہیں لائنوں پر غور و فکر کرنا ہوگا جو اس مقصد کو قریب سے قریب تر کر دیں۔ اور حالات زمانہ سے سبق لیتے ہوئے ہمیں قرآن کریم کے آئینہ میں سنجیدگی سے اپنی حالت کا جائزہ لینا ہوگا اور وہی راہ اختیار کرنا ہوگی جس کی نشاندہی خود اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران میں فرما دی ہے۔ یعنی

یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخواناً وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا کذالک یبین اللہ لکم اٰیٰتہ لعلکم تھتدون۔

(آل عمران ع ۱۱)

ان آیات کے ابتدائی حصہ میں تمام مسلمانوں کو تا دم آخر تقویٰ پر صحیح رنگ میں قدم مارنے اور باہمی اتحاد و اتفاق کے ساتھ حبل اللہ یعنی تعلیم اسلام کو مضبوطی سے پکڑنے کی تاکید کی گئی ہے ــــ اور دوسرے حصہ یعنی اذکروا نعمۃ اللہ علیکم سے آخر تک حصول تقویٰ اور اتحاد و اتفاق پر قائم ہونے کے ذرائع و اسباب پر جامع طریق سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

پس اتحاد بین المسلمین کا اصل ذریعہ یہی ہے کہ امت کے تمام افراد (باقی ص ۴ پر)

(باقی ص ۴ پر)

متحدہ عرب جمہوریت

کی طرف سے

احمدیہ جماعت پر کوئی پابندی نہیں لگائی گئی

گذشتہ دنوں بعض ہندوستانی اور پاکستانی اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ متحدہ عرب جمہوریت کی طرف سے شام میں احمدیہ جماعت کو خلاف قانون قرار دیا گیا ہے اور اس پر پابندیاں لگائی گئی ہیں۔ اس خبر کے متعلق جناب ناظر صاحب امور عامہ قادیان کی طرف سے جناب سفیر صاحب متحدہ عرب جمہوریت مقیم دہلی کی خدمت میں استفسار لکھا گیا تھا جس کے جواب میں مندرجہ ذیل چٹھی موصول ہوئی ہے

Embassy of
The United Arab Republic
India

6 Ratendone Road
New Delhi

No 1249

July 5 1958

Mr Barakat Ahmad Rajeke,
Nazir Umoor Amma,
Ahmadiyy Community, Qadian. (E.P.)

Dear Sir,

I am referring to your letter dated the 23rd June 1958 addressed to H. E. The Ambassador, regarding a piece of news which, you said, was published in the press alleging that The U.A.R. have been pleased to impose any restriction on the Ahmadiyy Community in Syria.

The Embassy have not seen this piece of news, and would appreciate if you were kind enough to send it to them.

I, however, wish to assure you that all communities in the U.A.R. enjoy, to the full, their religious freedom and civil liberties without any discrimination.

Yours faithfully,
Sd/-
Second Secretary.

ترجمہ چٹھی ذیل میں پیش ہے:-

جناب محترم

بحوالہ آپ کی چٹھی مورخہ ۲۳ جون ۱۹۵۸ء بنام ہز ایکسی لینسی سفیر صاحب بابت مبینہ شائع شدہ خبر کہ متحدہ عرب جمہوریت نے احمدیہ جماعت شام پر کوئی پابندی لگائی ہے۔ تحریر ہے کہ

سفارت خانہ نے یہ خبر نہیں دیکھی۔ اگر آپ یہ خبر بھجوا دیں تو باعث شکرگذاری ہوگی۔ تاہم میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ متحدہ عرب جمہوریت میں تمام جماعتوں کو پورے طور پر مذہبی آزادی اور شہری حقوق حاصل ہیں اور اس میں کسی جماعت کی تفریق نہیں۔

آپ کا مخلص ـ سیکنڈ سیکرٹری

ضمیمہ اخبار بدر مورخہ ۳۱ رجولائی ۱۹۵۸ء

سیدہ حضرت اُمِّ ناصر احمد صاحبہ رحلت فرما گئیں

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

جماعتہائے احمدیہ کی خدمت میں نہایت افسوس کے ساتھ یہ رنجدہ خبر پہنچائی جاتی ہے کہ سیدہ حضرت اُمّ ناصر احمد صاحبہ حرم اوّل سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی و مصلح موعود ایدہ اللہ و مختصر سی علالت کے بعد آج مورخہ ۳۱ رجولائی ۱۹۵۸ء بروز جمعرات کی صبح کو مری Murree (پاکستان) میں رحلت فرما گئیں - اِنّا للّٰہ و انا الیہ راجعون ۔ سانحۂ ارتحال کی یہ رنجدہ خبر آج بعد دوپہر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کے تار کے ذریعہ قادیان پہنچی جس سے قادیان کے محلہ احمدیہ میں رنج و اندوہ کی لہر دوڑ گئی۔

یہ خوش بخت خاتون جسے جری اللہ فی حلل الانبیاء سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہو اور صحابیہ ہونے کا شرف حاصل تھا ۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے عقد میں آئیں - یعنی اس عظیم المرتبت اور اولوالعزم انسان کی مناکحت میں جسے آگے چل کر آخرین منہم کی جماعت کا امام اور خلیفہ بننا تھا - اور جس کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے مصلح موعود کا عظیم الشان خطاب پانا تھا - اس ارفع نصیب خاتون نے قادیان کی مقدس بستی اور مقدس خاندان کے اندر رہ کر وہ زمانہ بھی پایا جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ابھی زندہ تھے - اور نورِ نبوت کی ضیا پاشیاں ایک عالم کو منور کر رہی تھیں اور سعید روحیں آسمانی آواز پر لبیک کہہ کر جماعت احمدیہ میں شامل ہو رہی تھیں - یہ بڑا ایمان افروز نظارہ تھا - اسی زمانہ میں اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَافِلَةً لَّكَ کا الہام آپ ہی کے بطن سے پیدا ہونے والے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے کی پیدائش سے پورا ہوا۔ پھر وہ زمانہ بھی آیا جب مارچ ۱۹۱۴ء میں سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب جماعت کے دوسرے خلیفہ منتخب ہوئے - اور آپ نے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی اس شان کے ساتھ جماعت کی باگ ڈور سنبھالی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں جماعت ہر لحاظ سے بلندیوں کو چھونے لگی - اس زمانہ میں سیدہ مرحومہ کے ایمان اور جذبات مسرت میں کتنا اضافہ ہوا ہوگا اور پھر جب حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے اللہ تعالےٰ سے اطلاع پاکر مصلح موعود ہونے کا دعوےٰ فرمایا تو سیدہ مرحومہ کتنی خوش ہوئی ہوں گی - سیدہ مرحومہ کتنی خوش قسمت تھیں جنہوں نے جماعتی ترقیات کے شاندار نظارے دیکھے - یہ بھی دیکھا کہ مخالفین جماعت کو کیسے گہرے گڑھوں میں پھینکنے کے منصوبے بناتے رہے اور یہ بھی دیکھا کہ ان کا ہر منصوبہ اللہ تعالےٰ نے ناکام بنا کر جماعت کو سرفرازیاں عطا فرمائیں اور آج خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ بین الاقوامی جماعت بن چکی ہے - گویا سیدہ مرحومہ نے جماعت کے لئے تمام ابتلاؤں کو دیکھا اور ہر ابتلاء کے بعد جماعت کی ترقی کو دیکھا اور اس رفیع المرتبت خلیفۃ المسیح اور مصلح موعود کی رفاقت میں متواتر ۵۶ سال دیکھا جس کے ذریعہ جماعت کی ترقیات مقدر تھیں۔

سیدہ مرحومہ لاہور کے ایک مشہور علمی خاندان میں سے تھیں جو خاندان خلیفہ کے نام سے مشہور ہے آپ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ کی دختر نیک اختر تھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ خاص حواریوں میں سے ایک تھے - آپ کی شادی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کے ساتھ ۵ ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کو ہوئی - اس شادی کی وجہ سے حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کو سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا جس کا انہوں نے جوانمردی کے ساتھ مقابلہ کیا ۔ بہرحال سیدہ مرحومہ حضرت مصلح موعود کی رفاقت میں ۵۶ سال کا طویل عرصہ گذار کر آج صبح مری Murree میں رحلت فرما گئیں۔

اللہ تعالےٰ نے جہاں آپ کو دوسری ہر قسم کی نعمتیں عطا فرمائیں وہاں کثیر اولاد سے بھی نوازا - اس وقت آپ کے سات بیٹے اور دو بیٹیاں زندہ موجود ہیں - محترم صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے پرنسپل تعلیم الاسلام کالج آپ ہی کے فرزند ارجمند ہیں - چند دنوں سے آپ کی تشویشناک علالت کی خبریں الفضل میں [illegible] اور مری سے تاروں کے ذریعہ بھی موصول ہو رہی تھیں اور ساری جماعت آپ کی صحت و سلامتی کے لئے دعائیں کر رہی تھی مگر اللہ تعالےٰ کو یہی منظور تھا جو [illegible] وقوع میں آ گیا ـــــ [illegible] بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا جس میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل نے تقریریں کیں اور درویشان کی طرف سے ایک تعزیتی قرارداد پاس کی گئی ادارہ بدر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ ، خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ افراد - خاندان حضرت ڈاکٹر صاحب خلیفہ رشید الدین صاحبؓ سے دلی افسوس اور ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سیدہ مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور [illegible]

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد عیسائیت کا استیصال ہے

تمہارا فرض ہے کہ جدوجہد اور اپنے نیک نمونہ کے ذریعہ ہمیشہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے کوشاں رہو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۱ر جولائی ۱۹۵۸ء بمقام مری

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
حدیثوں میں آتا ہے کہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا خطبہ

جمعہ کی نماز سے عموماً چھوٹا ہوتا تھا مگر اس زمانہ میں لوگوں کو زیادہ لمبے خطبے سننے کی عادت ہوگئی ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ عمل کم کرتے ہیں۔ اور خطیب کو ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ وہ اپنے خطبہ کو لمبا کرے۔ تاکہ لوگوں پر اثر ہو۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں میں عمل کرنے کا بہت زیادہ جذبہ پایا جاتا تھا۔ اور وہ چھوٹی سے چھوٹی بات سنتے ہی فوراً اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوجایا کرتے تھے۔ اس لئے ضرورت نہیں ہوتی تھی کہ ان کے سامنے زیادہ لمبی بات بیان کی جائے۔ عربی زبان کی ایک ضرب المثل بھی ہے کہ خیر الکلام ما قلّ ودلّ یعنی اچھے سے اچھا کلام وہی ہوتا ہے جو چھوٹے سے چھوٹا بھی ہو، اور پھر دلیل بھی اپنے ساتھ رکھتا ہو۔ پس

حقیقت یہی ہے

کہ اگر کسی چھوٹی بات پر بھی عمل کرلیا جائے۔ تو وہ کسی ایسے خطبہ سے بہت زیادہ بہتر ہوتی ہے۔ جو لمبا تو ہو مگر اس پر عمل نہ کیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ سارا قرآن ابوجہل کی وجہ سے نازل ہوا ہے۔ ورنہ اگر سب لوگ ابوبکرؓ جیسے ہی ہوتے تو بسم اللہ کی ب ہی ان کی ہدایت کے لئے کافی تھی۔ ب کے معنے ساتھ کے ہیں۔ اور

دین کا سارا خلاصہ

اسی میں آجاتا ہے کہ انسان اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہوجائے۔ اب مجھے یاد نہیں رہا کہ آپ یہ بات اپنی طرف سے بیان فرمایا کرتے تھے یا کسی پہلے بزرگ کی بیان فرمایا کرتے تھے۔ بہرحال آپ فرماتے تھے کہ اگر ابوبکرؓ جیسے لوگ ہی پائے جاتے تو ان کے لئے اتنے بڑے قرآن کی ضرورت ہی نہ تھی۔ ان کے لئے صرف بسم اللہ کی ب ہی کافی تھی۔ وہ

اللہ تعالےٰ کے ساتھ

ہوجاتے۔ اور ہدایت پا جاتے۔ لیکن انسان اگر کوشش کرے تو چھوٹی سے چھوٹی بات سے بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

مثنوی رومی میں

لکھا ہے کہ محمود غزنوی نے ایک دفعہ ایک مقام پر حملہ کیا۔ وہ ایک دن بیٹھا ہوا تھا کہ اس نے اچانک ایک پہاڑ کی طرف دیکھا۔ ایاز نے اسی وقت فوج کا ایک دستہ لیا۔ اور اس طرف کو چلا گیا چونکہ وہ ایاز سے بہت محبت کرتا تھا اور لوگ اس پر حسد کرتے تھے۔ اس لئے جب وہ فوج کا دستہ لے کر ادھر چلا گیا۔ تو انہوں نے محمود سے کہا کہ حضور دیکھئے ایاز کیسا بے وفا ہے۔ آج ہی

خطرے کا وقت

تھا۔ اور آج ہی وہ فوج کا دستہ لے کر کہیں باہر چلا گیا ہے محمود نے کہا اسے آنے دو پھر پتہ لگ جائے گا کہ وہ کیوں گیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ آیا تو دشمن کے دو آدمی اس کے ساتھ تھے۔ جنہیں اس نے گرفتار کیا ہوا تھا۔ محمود نے کہا تم اچانک

فوج کا دستہ

لے کر کدھر چلے گئے تھے۔ اس نے کہا حضور نے جو اچانک اس پہاڑ کی طرف دیکھا تو میرے دل میں خیال آیا کہ میرا آقا کوئی حرکت بلاوجہ نہیں کرتا ضرور اس کی تہ میں کوئی بات ہوگی۔ چنانچہ میں ایک دستہ فوج لے کر ادھر چلا گیا وہاں میں نے دیکھا کہ

پہاڑی درّہ میں

دشمن کے یہ دو آدمی چھپے بیٹھے تھے اور ان کی سکیم یہ تھی کہ جب حضور نیچے سے گزریں۔ تو اوپر سے پتھر گرا کر حضور کو ہلاک کردیں۔ اب ان دونوں آدمیوں کو میں گرفتار کرکے لے آیا ہوں۔ محمود نے ان لوگوں کی طرف دیکھا جنہوں نے

اس کی شکایت کی تھی

اور کہا بتاؤ تم وفادار ہو یا یہ وفادار ہے۔ میں نے اسے کچھ کہا نہیں صرف آنکھ اٹھا کر میں نے اس طرف دیکھا تھا مگر یہ اسی وقت فوج کا ایک دستہ اپنے ساتھ لے کر اس طرف کو نکل گیا۔ اور دشمن کے آدمیوں کو گرفتار کرکے لے آیا۔ کیونکہ اس نے سمجھا کہ محمود کوئی لغو کام نہیں کیا کرتا۔ اس نے جو پہاڑ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا ہے۔ تو اس میں ضرور کوئی بات ہوگی۔ تو دیکھو عقلمند لوگ ہر زمانہ میں ہوتے ہیں۔ جو چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھی فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم میں یہ خوبی نہ ہو۔ اور ہم بھی

چھوٹی چھوٹی باتوں سے فائدہ اٹھانے کی کوشش

نہ کریں۔

اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عیسائیت کے فتنہ کے استیصال کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے مبعوث فرمایا گیا ہے۔ اور ہماری جماعت کا بھی فرض ہے۔ کہ وہ

عیسائیت کو مٹانے کے لئے

ہمیشہ کوشش کرتی رہے۔ آخر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو قیامت تک نہیں رہنا تھا۔ لیکن عیسائیوں کا فتنہ ایک لمبے عرصہ تک رہنا تھا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد یہ کام کیا گیا تو درحقیقت یہ کام آپ کی جماعت کے سپرد کیا گیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو جب تک زندہ رہے عیسائیت کی تردید فرماتے رہے۔ لیکن اب یہ ہماری جماعت کا کام ہے کہ عیسائیوں کے فتنہ کو دور کرے اور اس کام کو تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کرے۔

مَیں دیکھتا ہوں

کہ بعض نوجوان عیسائیوں سے ڈر کر ان کا تمدن اختیار کرلیتے ہیں اور پھر اس پر بڑا فخر کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ انہوں نے بڑا اچھا کام کیا ہے۔ حالانکہ جب وہ عیسائیت کی نقل کرتے ہیں۔ تو اپنے آپ پر لعنت کررہے ہوتے ہیں اور اپنے منہ سے اپنے دین کو جھوٹا قرار دے رہے ہوتے ہیں۔ ہماری جماعت کے نوجوانوں کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتابوں میں بارہا تحریر فرمایا ہے کہ مجھے خدا نے عیسائیت کے استیصال کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ اور یہ کام صرف آپ کی ذات کے ساتھ مخصوص نہیں تھا۔ بلکہ آپ کے سپرد اس عظیم الشان کام کے کرنے کے یہ معنے تھے۔ کہ آپ کے بعد

آپ کی جماعت کا یہ فرض ہوگا

کہ وہ اس کام کو سنبھالے اور عیسائیت کو مٹانے کی کوشش کرے۔ چنانچہ آپ لوگوں میں سے ہی کچھ نوجوان افریقہ گئے۔ اور وہاں انہوں نے عیسائیت کے خلاف ایسی جدوجہد کی کہ یا تو ایک زمانہ ایسا تھا جب یہ سمجھا جاتا تھا کہ سارا افریقہ عیسائی ہوجائے گا اور یا آج ہی ایک اخبار میں میں نے ایک انگریز خاتون کا مضمون پڑھا۔ جس میں اس نے لکھا ہے کہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ

اسلام افریقہ میں بڑی سرعت سے پھیل رہا ہے

حقیقت یہ ہے کہ یہ جماعت جو پہلے پہل ٹانگا نیکا میں پھیلنی شروع ہوئی تھی۔ اب مشرقی افریقہ کے اکثر علاقوں میں پھیلتی ہوئی نظر آرہی ہے (سنڈے ٹائمز لنڈن ۲۰ر مئی ۱۹۵۸ء)

اسلام کی یہ تبلیغ خدا تعالےٰ کے فضل سے ہمارے مبلغین کی وجہ سے ہی ہورہی ہے ۱۹۲۱ء میں ہم نے وہاں مشن قائم کئے تھے۔ جن پر اب اڑتیس سال کا عرصہ گذر رہا ہے۔ اس عرصہ میں خدا تعالےٰ نے ہماری جماعت کی کوششوں میں ایسی برکت ڈالی کہ اب خود اس انگریز نے تسلیم کیا ہے کہ چالیس سال کے عرصہ میں پہلے سے دس گنا لوگ مسلمان ہوچکے ہیں۔ اگر ہمارے نوجوان یورپ اور افریقہ کے

عیسائیوں میں تہلکہ مچا سکتے ہیں

تو کوئی وجہ نہیں کہ اگر یہاں کوشش کی جائے تو اس جگہ کے عیسائی بھی اسلام کے مقابلہ سے مایوس نہ ہوجائیں۔

لارڈ ہیڈلے جو کسی زمانہ میں پنجاب کے گورنر بھی رہ چکے ہیں۔ جب واپس گئے تو افریقہ میں سے ہوتے ہوئے لنڈن گئے۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے ایک تقریر کی جس میں کہا کہ میں افریقہ میں اتنا بڑا تغیر دیکھ کر آیا ہوں کہ اب میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ مسلمان عیسائیت کا شکار ہیں یا عیسائی اسلام کا شکار ہیں۔ ہمارے وہ مبلغ جنہوں نے ان علاقوں میں کام کیا کوئی بڑے تعلیمیافتہ نہیں تھے۔ مگر جب وہ خدا تعالےٰ کا نام پھیلانے کے لئے نکل گئے تو خدا نے

اُن کے کام میں برکت ڈالی

اور اکیلے اکیلے آدمی نے بڑے بڑے علاقوں

پر اثر پیدا کر لیا اور انہیں اسلام کی خوبیوں کا قائل کر لیا۔ مگر اب وہ لوگ اس بات کے منتظر ہیں۔ کہ اور آئیں اور ان علاقوں میں تبلیغ کا کام سنبھال لیں۔ تا کہ اسلام سارے افریقہ میں پھیل جائے اور یہ کام اُن نوجوانوں کا ہے جو ابھی وہاں نہیں گئے مگر شروع شروع میں تو ایسے نوجوان بھجوائے گئے تھے جنہیں عربی بھی اچھی طرح نہیں آتی تھی۔ مگر رفتہ رفتہ انہوں نے اچھی خاصی عربی سیکھ لی۔

مولوی نذیر احمد صاحب

جنہوں نے وہیں وفات پائی ہے۔ نیّر صاحب کے بعد بھجوائے گئے تھے اور بی ایس سی فیل تھے اور عربی بہت کم جانتے تھے مگر پھر انہیں ایسی مشق ہو گئی کہ وہ عربی زبان میں گفتگو بھی کر لیتے تھے۔ اور بڑی بڑی کتابوں کا بھی مطالعہ کر لیتے تھے۔ بلکہ آخر میں تو انہوں نے عربی کی اتنی کتابیں جمع کر لی تھیں کہ جو اعتراض ہوتا اس کا جواب وہ فوراً ان کتابوں میں سے نکال کر پیش کر دیتے۔

وہاں مالکیوں کا زور ہے۔ اور وہ لوگ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔ انہوں نے کتابوں میں سے نکال کر دکھا دیا کہ امام مالک بھی یہی کہتے ہیں کہ نماز میں ہاتھ باندھنے چاہئیں۔ جس پر وہ لوگ بڑے حیران ہوئے اور انہیں یہ بات تسلیم کرنی پڑی کہ آپ کی بات درست ہے۔ ایسا ہی

نہال سے خط آیا ہے

کہ ہمارا ایک مبلغ جو مولوی فاضل ہے اُس سے وہاں کے مولویوں نے بحث کی وہاں کے علماء عربی زبان خوب جانتے ہیں اور ہمارا یہ مبلغ زیادہ عربی نہیں جانتا تھا۔ مگر چونکہ دل میں ایمان تھا۔ اس لئے مقابلہ کے لئے تیار ہو گیا۔ اور فیصلہ یہ ہوا کہ عربی میں مباحثہ ہو چنانچہ عربی زبان میں مباحثہ ہوا اور نتیجہ یہ ہوا کہ مخالف مولوی سب بھاگ گئے اور انہوں نے کہا کہ ہم احمدیوں سے بحث نہیں کر سکتے۔ یہ لوگ تو پاگل ہیں جنہیں ہر وقت مذہبی باتیں کرنے کا ہی جنون رہتا ہے۔

تو یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ ہمیں کچھ آتا نہیں۔ جب انسان

خدا تعالیٰ کے دین کی تائید

کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے اور وہ کسی قسم کی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ تو اللہ تعالیٰ خود اس کی مدد فرماتا ہے۔ اور اس کی مشکلات کو دور فرما دیتا ہے۔ خواجہ کمال الدین صاحب کو ہی دیکھ لو انہیں نماز پڑھانی بھی نہیں آتی تھی۔ مگر رفتہ رفتہ انہوں نے ایسی قابلیت پیدا کر لی کہ مشہور لیکچرار بن گئے۔ مولوی محمد علی صاحب بھی گو ایم۔ اے ایل ایل بی تھے اور کالج کے پروفیسر تھے مگر عربی سے انہیں زیادہ مس نہیں تھا۔ لیکن رفتہ رفتہ انہوں نے ایسی ترقی کی کہ قرآن کی تفسیر لکھ ڈالی۔ تو جب انسان کو

کسی کام کی دھن

لگ جائے وہ اس میں ترقی حاصل کر لیتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انہوں نے بعض مولوی بھی اپنی مدد کے لئے رکھے ہوئے تھے۔ مگر ان کی باتوں کو استعمال کرنے کے لئے بھی تو لیاقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ورنہ ہمارے ملک میں سینکڑوں مولوی پھرتے ہیں۔ وہ کیوں کوئی تفسیر نہیں لکھ سکتے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی نے بھی اسی شوق کی وجہ سے ترقی کی۔ اور اس نے قرآن کی تفسیر لکھ دی۔ اس نے

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ سے قرآن سیکھا

اور آپ کے درسوں میں شامل ہوتا رہا۔ پھر خود بھی کتابوں کا مطالعہ کرتا رہا۔ اور آخر اتنی ترقی کر لی کہ مفسر بن گیا۔ پس جماعت کے سب دوستوں کو چاہئے کہ وہ اپنی کوشش اور جدوجہد اور نیک نمونہ کے ذریعہ سے عیسائیت کو شکست دینے کی کوشش کریں۔ یہ مت سمجھو کہ عیسائیت تو ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے ہم اس کو شکست دینے میں کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں۔ آج ہی میں قرآن پڑھ رہا تھا کہ مجھے اس میں یہ پیشگوئی نظر آئی۔ کہ عیسائیت آخر شکست کھائے گی۔ اور وہ دنیا سے مٹا دی جائے گی۔ پس عیسائیت کی ظاہری ترقی کو دیکھ کر مت گھبراؤ۔ اللہ تعالیٰ

اسلام کی ترقی کے سامان

پیدا فرمائے گا۔ اور کفر کو شکست دے گا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ

اپنے اندر ایمان پیدا کرو

اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے کھڑے ہو جاؤ جس کے لئے خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا ہے۔

اتحاد بین المسلمین کا واحد ذریعہ

(بقیہ صفحہ ۲)

سچ مچ تقویٰ کی راہ پر گامزن ہوں اور اس کے تقاضا کو پورا کریں یا بالفاظ دیگر وہ صرف نام کے مسلمان نہ رہیں بلکہ کام کے مسلمان بن جائیں۔ ان کے دل میں نورِ ایمان پیدا ہو جس سے عظیم انقلاب برپا ہوا کرتا ہے۔ ایمان قلبی کیفیت کا نام ہے۔ اور تقویٰ وہ ظاہری لباس ہے جس کے زیب تن کرنے سے انسان اپنے ہم جنسوں سے امتیازی حیثیت حاصل کر لیتا ہے۔ قرآن کریم میں جس قدر تقویٰ کی تلقین کی گئی ہے شاید ہی کسی دوسرے امر کے متعلق ایسی تاکید ہو مگر یہ نام کا تقویٰ نہیں بلکہ امتیازی پوزیشن بخشنے والا تقویٰ ہے جس کی نسبت فرمایا:-

ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقاناً و یکفر عنکم سیئاتکم (انفال ع۴)

یعنی اگر تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو گے تو وہ تمہارے لئے ایک بڑے امتیاز کا سامان پیدا کر دیگا۔ اور تمہاری کمزوریوں کو دور کر دیگا

اس زندہ ایمان اور لباس التقویٰ کا نتیجہ ہی تو تھا کہ صدر اسلام میں دلوں کی عداوتیں ایک مثالی اخوت میں بدل گئیں اور ایک برگزیدہ انسان کی صحبت سے فیضیاب ہو کر نیکی پارسائی ہمدردی بنی نوع میں اپنے ثابت قدم نکلے کہ انسانیت کی لاج رکھ لی۔ پس اسی قسم کی خالص روحانی تبدیلی اس وقت بھی امتِ مسلمہ کی موجودہ خستہ حالت بدل سکتی ہے اور اس کے شیرازے کو سلکِ وحدت میں پرویا جا سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت واضح طور پر آخری زمانہ میں نظامِ خلافت کے قیام کی خبر دی۔ جس سے دلوں میں تازہ ایمان پیدا ہو کر حقیقی تقویٰ کی راہیں کھلنا مقدر ہے۔ چنانچہ آپ نے اس نظام کو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے مبارک الفاظ سے یاد فرمایا۔ پس اسی موعودہ خلافت کے نظام سے وابستہ ہو کر اسلامی وحدت کا قیام عمل میں آنا ممکن ہے اور مختلف ممالک میں بود و باش رکھنے کے باوجود روحانیت کا رشتہ ہی انہیں متحد و متفق کر سکتا ہے!! درحقیقت یہی وہ نقطہ مرکزی ہے جس تک ہر سلیم العقل کا غور و فکر راہنمائی کرتا ہے۔

حال ہی میں مغربی ایشیا کے اندر ایک غیر معمولی حرکت پیدا ہوئی اور پیش آمدہ واقعات کے ماتحت جداگانہ وطنی تقسیموں کے باوجود بعض اسلامی ممالک کا وفاق عمل میں آیا۔ چنانچہ ایک طرف مصر اور شام کی متحدہ عرب جمہوریہ قائم ہوئی تو دوسری طرف عراق اور اردن نے مل کر عرب یونین قائم کر لی۔ مگر عراق میں یکایک انقلاب کے نتیجہ میں پاکستان اور ایران کے منوقع اتحاد کی خبر شائع ہوئی ان سب حالات کا جائزہ لیتے ہوئے معاصر دعوت دہلی نے اس حرکت کو جہاں "اتحاد بین المسلمین کی ایک چنگاری" سے تعبیر کیا۔ جو ان ممالک کے مسلمانوں کے دلوں میں سلگ رہی ہے وہاں اسلامی دنیا کے قطعی اتحاد کا ذریعہ ان غیر یقینی ادغام و انضمام کی بجائے صاف لفظوں میں "خلافت اسلامی" کے نظام کو قرار دیا ہے چنانچہ معاصر مذکور لکھتا ہے :-

"اس خواہش (یعنی اتحاد بین المسلمین) نے عرب ممالک میں تو خیر ایک یونین کی شکل اختیار کر لی، ایک بولی ایک طرز معاشرت اور یکساں دلچسپیاں رکھنے والے ملکوں کے لئے یہ صورت آسان تھی مگر ایک طرف پاکستان سے لے کر ترکی تک اور دوسری طرف ایران سے مراکش تک پھیلی ہوئی مسلمان بستیوں کے لئے جو مختلف تمدن اور زبانیں اور دلچسپیاں رکھتے ہیں ایسا ادغام و انضمام ممکن نہیں ہاں خلافت جیسا کوئی وفاقی نظام ان کے لئے قابلِ عمل ہے اور کیا معلوم کہ مشرقِ وسطیٰ کی موجودہ توڑ پھوڑ اور تخریب کے پیچھے قدرت الٰہی نے خلافت اسلامی کی تعمیر کو مضمر رکھ چھوڑا ہو"

(دعوت دہلی ۲۲ر جولائی ۱۹۵۸ء)

اس بارہ میں ہمیں معاصر سے کلی طور پر اتفاق ہے۔ فی الواقع خلافت اسلامیہ کا وفاقی نظام ہی روئے زمین کے تمام مسلمانوں کے اتحاد کا واحد ذریعہ ہے مگر خلافت اسلامیہ کا قیام انسان کی سوچی سمجھی سکیموں سے عمل میں آنا ممکن نہیں جس طرح کہ گذشتہ وقتوں میں اس کے لئے ناکام کوششیں کی جاتی رہیں بلکہ اسلام کے محافظ زندہ خدا نے اپنی قدرت سے اس کے سامان فرما دیئے ہیں اور اسی کے منشاء اور حکم سے قادیان کی سرزمین سے موعودہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا ظہور ہو چکا اب یہ بات ہر مسلمان کے اپنے اختیار میں ہے کہ وہ جہالت سے کام لیتے ہوئے اس نظام سے وابستگی اختیار کرے اور روحانی قدروں پر عالم اسلامی کے کامل اتحاد کا انتظار کرے کہ ہر چیز کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔ بصیرت کی نگاہ اب بھی اس حقیقت تک پہنچ سکتی ہے۔ کیونکہ جس طور پر جماعت احمدیہ اکناف عالم میں پھیل کر اس وقت گویا بین الاقوامی حیثیت حاصل کر چکی ہے اس سے اس کائی روحانی اتحاد کی آخری منزل کا آسانی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

آج سے ۵۳ سال قبل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ اسی اسلامی قوم (ہم) اتحاد کی خبر دیتے ہوئے الہاماً فرمایا:-

"سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو علیٰ دینٍ واحدٍ"

خدا کے اس وعدہ کے پورا ہونے کے آثار نمایاں نظر آ رہے ہیں جبکہ جماعت احمدیہ اپنے واجب الاطاعت امام ہمام کی قیادت میں ہر میدان میں آگے بڑھ رہی ہے اور اور غیر ممالک میں بڑی سرعت سے بہ روحانی تحریک ✕ پھیل رہی ہے اور وہ وقت دور نہیں جب خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر جاری ہو گی اور اسلامی دنیا کی آنکھیں کھلیں گی تب اسی نظام خلافت سے وابستگی کو اپنے لئے موجب فخر و سعادت خیال کریگی وما ذالک علی اللہ بعزیز!!

ضرورت و برکات نبوت

پیش آمدہ مشکلات کا اصل حل

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیان

(۲)

(۷) مذہبی امور میں بدعات کا بکثرت پیدا ہو جانا بھی اسباب کا تقاضا کرتا ہے کہ کوئی نبی مبعوث ہو جو ان کا قلع قمع کرے اور لوگوں کو اصل دین کی طرف متوجہ کرے حدیث میں آتا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ اس امت کے لوگ قرآن کریم پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ یعنی ان کے دلوں پر اس کا کچھ بھی اثر نہ ہوگا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اتخذوا ھذا القرآن مھجوراً کہ رسول کریم خدا تعالیٰ کے حضور قیامت کے روز مسلمانوں کے خلاف یہ شکوہ کریں گے کہ انہوں نے اسے ترک کر دیا تھا۔ حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ ایک وقت آئے گا جبکہ مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدیٰ کہ مسلمانوں کی مساجد بظاہر آباد ہوں گی مگر وہ ہدایت سے خالی ہوں گی نیز مسلمانوں پر رسم و رواج غالب آ جائے گا۔ اور وہ بدعات میں مبتلا ہو جائیں گے۔ پس ان رسومات رواجات اور بدعات کا ازالہ اور سنت کا احیاء شریعت غراء کا قیام اور عملی طور پر حدود و فرائض کا نفاذ وغیرہ بہت بڑا کام ہے جو نبی کے بغیر ... حقہ انجام پانا ممکن نہیں

(۸) اسی طرح مذہب پر اندرونی و بیرونی حملوں کے دفاع کا کام بھی اپنی جگہ بڑی اہمیت رکھتا ہے جو نبی کے بغیر کامل طور پر سرانجام نہیں پا سکتا۔ اس زمانہ میں اسلام پر اندرونی اور بیرونی ہر قسم کے حملوں کا خطرناک سلسلہ جاری تھا جو اسلام کو چاروں طرف سے کھا رہا تھا غلط اعتراضات جھوٹا فلسفہ شکوک و شبہات و وساوس کا سمندر امنڈا چلا آ رہا تھا۔ عیسائیت یا بلفظ دیگر دجالیت نے اپنا جال تمام دنیا میں اسلام کے خلاف پھیلا کر اور اپنی پُر فریب چالوں اور مکروں اور منصوبوں کی زبردست رو چلا کر اسلام کے لئے ساری دنیا میں عظیم خطرہ پیدا کر دیا تھا۔ اس دجال کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یذوب کما یذوب الملح فی الماء کہ دجال مسیح موعود نبی اللہ کے سامنے اس طرح پگھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود کو خدا کی طرف سے ایسی روحانی قوت حاصل ہوگی جس کے سامنے دجالی فتنہ شکست کھا جائے گا۔ اور دجالی فتنے کی ... ان اس سے واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

کہ ہر نبی نے اپنے وقت میں دجالی فتنہ سے متنبہ کیا ہے اور اسے لوگوں میں بھی تمہیں اس سے ہوشیار کرتا ہوں۔ پس اس کا مقابلہ کوئی معمولی بات نہیں۔

(۹) اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مومنوں کی جماعت کو کفار پر غلبہ بھی نبی ہی کی آمد کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کے بغیر یہ غلبہ حاصل ہونا ناممکن ہے۔ چنانچہ ایک اور جگہ فرماتا ہے وانتم الاعلون ان کنتم مومنین کہ مومنوں کی جماعت دوسروں پر غالب آتی ہے۔

یہ غلبہ دو قسم کا ہوتا ہے (۱) دلیل و براہین کا (۲) نشانات و معجزات و خوارق کا۔

حقیقت یہ ہے کہ نبی کو دلیل و براہین کے ساتھ معجزات کا بھی فرقان عطا ہوتا ہے جو حق و باطل میں فرق کر دیتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرقان ملا تھا جس سے حق و باطل میں نمایاں فرق کر کے حق کو حق اور باطل کو باطل ظاہر کر دیا۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ غلبہ صرف ظاہری نہیں ہوتا اور نہ صرف دلائل ہی کا ہوتا ہے بلکہ تازہ بتازہ نشانات و بینات و کرامات و پیشگوئیوں کے ذریعہ سے اظہار امور غیبیہ کے ذریعہ سے مذہب کی زندگی کا ثبوت دے کر اسے دیگر مذاہب پر غالب کیا جاتا ہے۔ اس زمانہ میں سارے مذاہب کا شدید مقابلہ جاری تھا۔ پس اس مقابلہ میں ایک نبی اپنے زبردست دلائل و براہین نیز معجزات کے ذریعہ سے ہی دیگر مذاہب کو شکست دے کر اسلام کو ان پر غالب کر سکتا تھا۔ وہی اسلام کی افضلیت کو دیگر ادیان پر ثابت کر کے ہمیشہ کے لئے ان کو مغلوب کر سکتا تھا۔ گو وقتی طور پر اس امت کے سابقہ مجددین کے ذریعہ سے بھی کسی قدر کام ہوتا رہا ہے۔ مگر موجودہ زمانہ میں نبی کی ضرورت تھی۔ کیونکہ اس زمانہ میں ان سے بڑھ کر کام درپیش تھا۔ چنانچہ قرآن میں اس غلبہ کا ذکر ان الفاظ میں آتا ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے

ایک رسول آئے گا جو اسلام کو دیگر ادیان پر غالب کر دے گا۔ پس اس وعدہ قرآنی کے مطابق ضروری تھا کہ وہ نبی آتا اور ایسے عقلی و نقلی دلائل نیز تازہ بتازہ نشانات مہیا کرتا۔ جن کے ذریعہ سے دیگر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی حقانیت اور صداقت روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتی۔

(۱۰) پھر تکمیل اشاعت کا کام بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ دعوے ہے کہ آپ ساری دنیا کے لئے رسول ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ اور یہ امر ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں صرف تکمیل شریعت کا کام سرانجام پایا تھا۔ تکمیل اشاعت قرآن کا کام یعنی ساری دنیا تک اسلام کا پیغام نہیں پہنچا تھا۔ اس لئے ضرورت تھی کہ آپ کے بعد اشاعت اسلام کے اس وسیع کام کے لئے آپ ہی کی نیابت میں کوئی نبی آتا۔ جو سورۃ جمعہ کی آیت و آخرین منھم لما یلحقوا بھم کے مطابق خدا تعالیٰ کی طرف سے روح القدس کی تائید پا کر اس کام کو سرانجام دیتا۔ دنیا جانتی ہے کہ یہ کام علماء ظواہر سے نہیں ہو سکتا اور نہ کر پائے ہیں پس اس لحاظ سے بھی اس زمانہ میں نبی کی ضرورت واضح ہے

(۱۱) پھر یہ عالمگیر اشاعت اسلام کا کام کسی ایک وجود سے پایہ تکمیل کو پہنچنا ناممکن ہے۔ اس کے لئے تو اسلام کے صدر اول کی طرح ایک برگزیدہ جماعت کا قائم ہونا ضروری ہے۔ جیسا کہ سورۃ جمعہ کی محولہ بالا آیت میں اسی طرف اشارہ ملتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ:۔

انہ سیکون فی آخر ھذہ الامۃ قوم لھم مثل اجر اولھم یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر (بیہقی)

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ مثل امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس امت کے آخر میں ایک قوم ہوگی جسے وہی اجر ملے گا جو اس امت کے پہلوں کو ملا۔ اور میری امت کی مثال ایسی بارش کی طرح ہے جس کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا اول افضل ہے یا آخر۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں آپ نے فرمایا ہے کہ کلھم فی النار الا واحدۃ قالوا ومن ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ و اصحابی۔ کہ مسلمانوں کے تمام

فرقوں میں سے صرف وہی فرقہ جنتی اور حق پر ہوگا جو میرے اور میرے اصحاب کی طرح اشاعت اسلام کے کام میں ہمہ تن مصروف ہوگا جس کی زندگی کا مقصد وحید تکمیل تبلیغ اسلام کا کام ہوگا۔ وہ وہ کام کرے گا جو دوسروں سے نہ ہو سکے گا اور نہ ہو رہا ہوگا۔ پس عالمگیر اشاعت اسلام کے کام کے لئے ایک غیر معمولی جماعت کی ضرورت تھی۔ اور ایسی جماعت بغیر نبی کی بعثت کے تیار نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے نبی کی بعثت لابدی ٹھہری۔

(۱۲) اشاعت اسلام کے کام کی طرح تمام دنیا کے لوگوں کو اسلام کی آغوش میں لانا بھی بڑا اہم اور عظیم الشان کام ہے ساری دنیا میں تیرہ سو سال کے عرصہ میں نصف لوگ بھی اسلام میں داخل نہیں ہوئے۔ اور تیرہ صدیوں کے مجددین کا کام بھی ہمارے سامنے ہے۔ اس قدر وسیع کام کسی معمولی انسان یا مجدد سے پایہ تکمیل تک پہنچنا ممکن نہیں۔ اس کام کو تو کوئی عظیم الشان نبی ہی سرانجام دے سکتا تھا۔ اسلام کا صدر اول اس بات کا زندہ گواہ ہے۔ آنحضرت صلعم نے آکر ایسی رو چلائی کہ دین میں فوج در فوج داخل ہونے لگے۔ ایک عرصہ تک یہ رو چلتی چلی گئی مگر افسوس مسلمانوں کی غفلت اور سستی سے یہ کام بند ہو گیا۔ اب اس زمانہ کی ضرورت بجائے خود کسی نبی کا تقاضا کر رہی ہے چنانچہ اس مبارک وجود کے مقدس ہاتھوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی پیشگوئی کا پورا ہونا مقدر تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ سورج مغرب سے طلوع کرے گا۔

(۱۳) اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کہ امت محمدیہ تمام سابقہ امم سے افضل اور خیر الامم ہے اور یہ امتیاز اسے صرف اسی وجہ سے حاصل ہو سکتا ہے کہ اس میں سے بعض کامل افراد ترقی کر کے پہلے انبیاء سے بڑھ کر مقامات حاصل کریں۔ ورنہ اس کے بغیر فضیلت اور امتیاز کیا؟ صاف بات ہے کہ اگر اس امت میں سے کوئی بھی نبی نہیں ہوتا تو یہ امت بھی دوسری امتوں کی طرح ٹھہرے گی پس اس سے نہ صرف نبی کی ضرورت ظاہر ہے بلکہ پہلی امتوں کے انبیاء سے افضل نبی کی بھی ضرورت ثابت ہے تا امت محمدیہ کی افضلیت علیٰ دیگر امم قائم رہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین قرار دیا ہے۔ اور خاتم کے معنے مہر کے ہیں۔ مفسرین بھی آج تک یہی معنے کرتے چلے آئے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مہر اپنا اثر چھوڑتی ہے۔ اور یہ کسی سے پوشیدہ نہیں کہ جس قسم کی مہر ہوگی اسی قسم کا اس کا اثر بھی ظاہر ہوگا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب نبیوں کے سردار ہیں۔ آپ ان سے افضل ہیں پس آپ کا کامل اثر نبی کے سوا اور کیا ہو سکتا

ہے۔ آپ نے اس امت کے علماء ربانی کے متعلق فرمایا ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ مگر مسیح موعود کے متعلق فرمایا کہ وہ نبی اللہ ہوگا۔ اگر وہ فی الحقیقت نبی نہ تھا تو اسے علماء ربانی سے الگ کیوں کیا اور اس کے متعلق نبی کا لفظ کیوں استعمال کیا۔ دوسروں کے لئے کیوں نہ کیا۔ پس اگر آپ کا اثر کامل پڑ گیا تو کم از کم ایک فرد تو ضروری ایسا ماننا پڑے گا جو اس کامل اثر کی وجہ سے نبوت کے ایسے مقام پر پہنچے جس کی وجہ سے وہ دیگر تمام انبیاء پر فضیلت حاصل کرے ورنہ اس کے بغیر آپ کسی صورت میں بھی خاتم النبیین قرار نہیں پا سکتے۔ پس ختم نبوت اور اس کی مہر بھی آپ کے بعد ضرورت نبوت کو لازمی قرار دیتی ہے۔ یہ ثابت تو ہے کہ آپ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے ورنہ آپ کی مہر ناقص اور بے فائدہ قرار پاتی ہے۔ پس آپ کے کمالات کو دنیا کے سامنے صحیح اور اعلیٰ رنگ میں پیش کرنے کے لئے یقیناً ایک نبی کی ضرورت پڑتی ہے۔ ورنہ اس کے بغیر یہ سمجھا جائے گا کہ یہ ایک دعوےٰ ہی دعوےٰ ہے۔ اس کا عملی ثبوت کوئی نہیں۔ پس اگر مسلمان بھی آپ کے بعد نبوت کا دروازہ بند کرتے ہیں تو اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ یہ نہیں چاہتے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی روح القدس کی ایسی تائید پا کر کھڑا ہو جو یہ کام بخوبی پایۂ تکمیل تک پہنچا دے اور اپنے قول و عمل سے اس امر کا ثبوت دے کہ آنحضرت صلعم نہ صرف کامل استاد ہیں بلکہ ایسے دیگر استادوں سے بڑھ کر ہیں کہ آپ کی شاگردی و اتباع میں نبوت کا مرتبہ و مقام مل سکتا ہے۔

(۴) جب لوگوں کی اخلاقی حالت بگڑ جاتی ہے اور یہ بگاڑ انتہاء کو پہنچ جاتا ہے تو وہ بھی اصلاح کے لئے ایک نبی کو چاہتا ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ جس طرح زمانہ نبوت سے بُعد کی وجہ سے نور نبوت لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا اور انہیں وہ نظر نہیں آتا اور سابقہ نبی کے اخلاق ان کی نظروں میں قصوں کے رنگ میں ہو جاتے ہیں اور وہ ان سے صحیح رنگ میں مستفید نہیں ہو سکتے اور نہ ہوتے ہیں۔ وہ نبی کے اخلاق فاضلہ کے ذکر تاریخوں میں اور اس کی تعلیم میں پڑھتے ہیں۔ مگر ان کے دل بُعد زمانہ کی وجہ سے ان سے اثر پذیر نہیں ہوتے اور وہ بیکار سے ہو جاتے ہیں۔ تو اس وقت اس امر کی ضرورت پیش آتی ہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی نیا نبی مبعوث ہو جو پھر نئے سرے سے اعلیٰ اخلاق کا نمونہ ان کے سامنے پیش کرے۔ اور اپنے اخلاق فاضلہ کا ایسا اسوہ حسنہ ان کو دکھائے کہ وہ بے اختیار اس کی طرف متوجہ ہو کر اس کی اتباع کرنے لگ جائیں۔ کیونکہ جب لوگ نبی کا عملی نمونہ اپنے سامنے دیکھتے ہیں تو وہ اسے اختیار کرنے کی ضرور کوشش کرتے ہیں۔ پس خلق عظیم کا اعلیٰ نمونہ نبی کے بغیر ظاہر نہیں ہو سکتا۔ پس امت کی بگڑی ہوئی اخلاقی حالت کے پیش نظر ضروری تھا کہ اس زمانہ میں ایک نبی آتا جو اس رنگ میں بھی امت کی اصلاح کرتا اور اپنے عملی نمونہ سے ان میں اعلیٰ اخلاق پیدا کرتا۔ جسے دوسرے لفظوں میں تزکیہ نفوس سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسی نقطۂ نظر سے علامہ شبلی کے خیالات ملاحظہ ہوں وہ لکھتے ہیں:-

" عالم کائنات کا سب سے بڑا کام مقدم فرض اور سب سے زیادہ مقدس خدمت یہ ہے کہ نفوس انسانی کے اخلاق و تربیت کی اصلاح و تکمیل کی جائے۔ یعنی پہلے ہر قسم کے خصائل اخلاق زہد و تقوےٰ۔ عصمت و عفاف۔ احسان و کرم حلم و عفو۔ عزم و ثبات۔ ایثار و لطف۔ غیرت و استغناء کے اصول و فروع نہایت صحیح طریقہ سے قائم کئے جائیں۔ اور پھر تمام عالم میں ان کی عملی تعلیم رائج کی جائے ——— اس مقصد کے حصول کا عام طریقہ وعظ و پند ہے۔ اس سے زیادہ متمدن طریقہ یہ ہے کہ فن اخلاق میں اعلےٰ درجہ کی کتابیں لکھی جا کر تمام ملک میں پھیلائی جائیں۔ اور لوگوں کو ان کی تعلیم دلائی جائے۔

ایک طریقہ یہ ہے کہ لوگوں سے بہ جبر محاسن اخلاق کی تعمیل کرائی جائے اور رذائل سے روکے جائیں۔ یہی طریقے ہیں جو ابتدا سے آج تک دنیا میں جاری ہیں اور آج اس انتہائی ترقی یافتہ دور میں بھی اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا جا سکتا لیکن سب سے زیادہ صحیح اور سب سے زیادہ کامل سب سے زیادہ عملی طریقہ یہ ہے کہ نہ زبان سے کچھ کہا جائے نہ تحریری نقوش پیش کئے جائیں نہ جبر و زور سے کام لیا جائے بلکہ خصائل اخلاق کا ایک پیکر مجسم سامنے آجائے جو خود ہمہ تن تاثیر عمل ہو جس کی ہر جنبش لب ہزاروں تصنیفات کا کام دے اور جس کا ایک ایک اشارہ گوہر سلطانی بن جائے"

(سیرت النبی مصنفہ علامہ شبلی حصہ اول جلد اول)

خیر علامہ موصوف تو فوت ہو گئے مگر اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ اخلاق [illegible] پیکر مجسم کی ضرورت تو فی زمانہ مسلّم ہے!!

اس قسم کی حقیقت بیانی علامہ دریا بادی صاحب کے خیالات سے مترشح ہوتی ہے۔ جب انہوں نے اس سوال کا جواب کہ علماء حق کے ہوتے ہوئے پیروں اور مشائخ کی کیا ضرورت ہے ان الفاظ میں دیا کہ:-

" طریق کی اہم حقیقت شیخ یا مرشد کی صحبت ہے۔ . . . . بیعت اور مرید اس معنے میں بدعت ہوا کیا معنے عین حکم الٰہی کونوا مع الصادقین کی تعمیل ہے پوری آیت مع تشریح ملاحظہ ہو:-

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللّٰہ وکونوا مع الصادقین

گو محض ایمان کافی نہیں۔ مزید حکم ملتا ہے کہ صادقوں کی معیت اختیار کرو۔ راستبازوں کی صحبت و رفاقت میں رہو۔" (صفحہ ۲۲۰)

" عام فطرت بشری ہے اس کے بغیر صالح و مصلح شخصیت کی راہنمائی و توسط کے تزکیہ اخلاق عالی حد تک ہو جانا عموماً عادۃً آسان نہیں کمتر ہی لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو محض اپنی عقل سلیم اور کتابوں کی مدد سے صالحیت کے رتبہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ ورنہ اکثر و بیشتر کو ضرورت ایک راہنما استاد معلم یا ہادی کی رہتی ہے" (صفحہ ۲۲۶)

" کتاب و حکمت کی تعلیم و تشریح کا سامان تو ان کی جانشینوں سے ہو گیا۔ لیکن حکم تزکیہ نفوس کی تعمیل کی عملی صورت کیا ہو؟ یا خدانخواستہ کچھ یہ صورت ہے کہ امت نے اس حکم کو قابل تعمیل ہی نہیں سمجھا؟ اور سو بار نہیں مرشد کی تلاش یعنی ایک زندہ و مکمل نائب رسول سے تعلق اتباع اس سوال کا جواب ہے" (صفحہ ۲۲۵)

یہی مکمل نائب رسول ہمارے نزدیک اس زمانہ کے نبی رسول ہے اسی لئے اس کو مسلم و [illegible] میں صاف لفظوں میں نبی اللہ کے الفاظ سے پکارا گیا ہے!!

(باقی)

تحریک وقف جدید اور احباب جماعت کا فرض

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

اخبار بدر کی سابقہ اشاعتوں کے ذریعہ احباب جماعت کو وقف جدید کی اہمیت کا علم ہو چکا ہوگا۔ اس سکیم کے ماتحت بھارت میں مسلمانوں کو اسلام پر پختہ کرنا اور غیر مسلموں کو اسلام کی تعلیم سے روشناس کرنا مقصود ہے۔

اس سکیم کے ماتحت

۱۔ ہر مخلص احمدی کو سال میں کم از کم ۶/- روپیہ چندہ ادا کرنا چاہیئے یا آٹھ آنے ماہوار کے حساب سے ادا کر سکتا ہے اور اگر بعض اصحاب اس کی استطاعت بھی نہ رکھتے ہوں تو ایک سے زائد آدمی مل کر سال بھر میں چھ روپیہ چندہ دے سکتے ہیں۔ صاحب استطاعت احباب ۱۲/- روپیہ سالانہ سے زائد چندہ ادا کریں۔

۲۔ زمیندار اس دینی غرض کیلئے حسب توفیق ایک حصہ زمین وقف کریں اور اس کی سالانہ آمدنی انجمن وقف جدید کو ادا کریں۔

۳۔ تبلیغی جوش و تجربہ رکھنے والے احباب جو قرآن کریم کا سادہ ترجمہ اور مسائل ضروریہ سے واقف ہوں اور کتب سلسلہ پڑھ سکتے ہوں وہ اس تحریک کے ماتحت اپنے آپ کو وقف کریں اگر وہ طلب [illegible] زیادہ مفید ثابت ہو سکتے ہیں ایسے واقفین کو حسب حالات مناسب گذارہ [illegible]

گو اخبار بدر [illegible] اعلان کیا جا رہا ہے لیکن احباب جماعت بھارت نے اس [illegible] حقہ [illegible] نہیں سمجھا اور ابھی وعدہ جات اور وصولی اور وقف زمین اور وقف [illegible] اصحاب نے حصہ لیا ہے۔

یہ زمانہ تبلیغ و اشاعت اسلام کا بابرکت زمانہ ہے اور جماعت احمدیہ کو خدا تعالیٰ نئے نئے رنگوں میں شمولیت کے مواقع عطا فرما رہا ہے پس احباب جماعت کو اپنے فرائض کی طرف پوری توجہ دینی چاہیئے۔

جماعت صدر صاحبان مجالس خدام الاحمدیہ و انصار اللہ و سیکرٹریان مال کا فرض ہے کہ وہ احباب جماعت کو اس سکیم کی اہمیت اور اس کے فوائد سے آگاہ کریں اور سیکرٹریان مال احباب جماعت سے وعدہ جات حاصل کر کے اور پھر اس کے حساب سے وصول کر کے اس کی رقوم دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کو بمد وقف جدید ارسال کریں اور اس کی تفصیل سے علیحدہ طور پر دفتر ہذا کو اطلاع فرمائیں۔ رقم کی کمی کی وجہ سے ابھی تک ایک واقف کو اس سکیم کے ماتحت کام پر لگایا جا سکا ہے اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔

فرقہ مودودیہ کی سرگذشت

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

(۳)

اس مضمون کا اصل ماخذ تو رسالہ الفرقان (بریلی یو پی) بابت اپریل و مئی ۱۹۵۸ء ہے۔ مگر اس کی ترتیب میں مندرجہ ذیل کتب سے بھی مدد لی گئی ہے۔

مودودی صاحب کی تصانیف تفہیم القرآن۔ الجہاد فی القرآن۔ قتل مرتد۔ حقیقت جہاد اشارات۔ سیاسی کشمکش۔ روداد جماعت اسلامی حصہ سوم۔ اس کے علاوہ ایک دینی تحریک کا تعارف از مولینا منظور احمد صاحب نعمانی اور تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ۔

جماعت اسلامی اور اکابر ہند

۱۹۴۲ء میں جب جماعت اسلامی کا دستور مرتب ہوا۔ اور جماعت اسلامی ایک "قاہرانہ و جابرانہ" جلال کے ساتھ جلوہ آرا ہوئی تو اس وقت چند لوگوں نے مودودی صاحب کو حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تشبیہ دی۔ ۱۰ر نومبر ۱۹۴۲ء کے "صدق جدید" میں مولینا عبدالماجد صاحب دریا بادی نے تو یہاں تک لکھا کہ:-

> " مودودی صاحب کے افکار ہرگز نتیجہ تدبر فی القرآن نہیں۔ بلکہ نتیجہ تدبر فی السیاسیات انجا فرد اور ثمرۂ افکرات تشریعات اور دیا ہیں اس شخص کے مقابلہ میں ہرگز نرمی نہ برتی جائے۔ ورنہ اقبال کی طرح پچھتانا پڑے گا کہ پہلے تو قادیانیوں کی پیٹھ ٹھونکی اور آخر میں ان کے استیصال کی ناکام کوشش کی۔ (اشارات از مودودی صاحب)

سید سلیمان ندوی نے کہا کہ

> مودودی صاحب ان متکلمین میں ہیں جو مسائل دینیہ کو عصر حاضر کے سانچے میں ڈھالتے ہیں

نعمانی صاحب کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سید سلیمان ندوی نے ان سے کہا تھا کہ مودودی صاحب کی تحریر میں "تجدد" کی بو آتی ہے اور ایسے آدمی قابل اعتماد نہیں ہوتے۔

نعمانی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب میں پورے جوش سے جماعت اسلامی کی دعوت دے رہا تھا تو اس وقت مولانا عبدالباری صاحب ندوی نے مجھے ایک خط لکھا جس میں مودودی صاحب کا ذکر کر کے مجھے یہ نصیحت کی تھی کہ

> کم سے کم تمہیں اس حقیقت سے ناواقف نہ ہونا چاہیئے کہ جس نے کبھی صغیر بن کر اپنی اصلاح کا سبق نہ لیا ہو۔ اس کا "اصلاح کامل" کے اتنے اونچے دعووں کے ساتھ کبیر بنکر کھڑے ہو جانا کہاں تک خیر و صلاح پر منتج ہو سکتا ہے۔

لیکن یہ تو ابتدائی دور کی بات ہے اس کے بعد تو ارباب دیوبند و سہارنپور سبھوں نے مودودی صاحب کے خلاف فتاویٰ دیئے

لاہور کی مجلس شوریٰ

پھر تقریباً چھ ماہ کے بعد لاہور میں جماعت اسلامی کی مجلس مشاورت منعقد ہوئی۔ اس میں نعمانی صاحب اصلاحی اور ابوالحسن ندوی نے بھی شرکت کی۔

چھ مہینوں کے بعد جب نعمانی صاحب نے مودودی صاحب کو دیکھا تو انہیں پھر وہی دھکا لگا۔ یعنی مودودی صاحب کی زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں پائی۔ لیکن انہوں نے خود ان سے کہنا نہیں چاہا بلکہ اصلاحی صاحب اور ندوی صاحب سے کہا کہ آپ لوگ سمجھائیں۔ چنانچہ اصلاحی صاحب نے مودودی صاحب اور ان کے رفقاء کو نعمانی صاحب کے سامنے سمجھایا اور بڑی صفائی سے کہا کہ یہاں آنے سے پہلے ہمارا جو تاثر تھا آپ لوگوں کی عملی زندگی دیکھنے کے بعد اس میں زیادتی آنے کی بجائے کمی ہی آئی ہے۔

مودودی صاحب کی تفسیر نویسی

یہی وہ زمانہ تھا جب مودودی صاحب نے اپنی مایۂ ناز تفسیر "تفہیم القرآن" کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ اس وقت وہ سورۂ بقرہ کے چند ابتدائی رکوع لکھ چکے تھے۔ انہوں نے یہ حصہ ایک مخصوص صحبت میں نعمانی صاحب اور اصلاحی صاحب کو سنایا۔ اصلاحی صاحب نے یہ حصہ تفسیر سنکر اندازہ لگایا کہ قرآن مجید کے بارہ میں مودودی صاحب کا علم و فکر بہت "سطحی" ہے۔ اور ان کی تفسیر پر یہ تبصرہ کیا کہ "لاحرق بینہ و بین پرویز" اس لئے انہوں نے مودودی صاحب کو مشورہ دیا کہ آپ ان علمی کاموں کی بجائے اپنی توجہ تمام تر جماعتی کاموں کی طرف مرکوز کر دیں۔ مگر مودودی صاحب نے اصلاحی صاحب کا یہ مشورہ نہیں مانا۔

اصلاحی صاحب کی رائے کتنی قیمتی تھی۔ اس کا اندازہ "تفہیم القرآن" کے مطالعہ سے لگایا جا سکتا ہے بلکہ بعض اوقات تو اس کے مطالعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی انسانی تصنیف ہے۔ چنانچہ مقدمہ "تفہیم القرآن" میں مودودی صاحب قرآن مجید کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ:-

> اس کی تصنیف دنیا کی ساری کتابوں سے مختلف طور پر ہوئی ایسا جملہ کسی انسانی تصنیف کے متعلق استعمال کر کے موزوں ہو سکتا ہے۔

سیالکوٹ کی مراجعت

اسی مجلس میں نعمانی صاحب اور ندوی اور محمد صدیق کے رائے پر یہ طے ہوا کہ جماعت کا مرکز لاہور نہیں بلکہ کوئی ایسی آبادی ہونی چاہیئے جس کو ہم مثالی بستی بنا سکیں۔ اس غرض کے لئے ادھر ادھر نظر دوڑائی گئی۔ مگر کوئی جگہ میسر نہ آئی۔ اسلئے مجبوراً پھر جمالپور پٹھانکوٹ کا خیال آیا۔ مگر چوہدری نیاز علی صاحب کو مودودی صاحب کا وہاں کا قیام ناپسند تھا۔ اس لئے انکی نعمانی صاحب وغیرہ نے سفارش کر کے ان کو وہاں قیام کی اجازت دلا دی۔ اب مودودی صاحب پھر لاہور سے اپنے دفتر سمیت دارالاسلام جمالپور آ گئے۔ ایک مہینہ کے بعد نعمانی صاحب بھی بریلی و سنبھل کو خیرباد کہہ کے یہیں آ پہنچے۔ گویا ان کے نزدیک یہ سفر "سفر ہجرت" تھا۔

انکشاف واقعات

نعمانی صاحب جب "دارالاسلام" پہنچ گئے۔ اور ان کے قیام کو ایک ہفتہ گذر گیا تو انہیں پھر وہی دھکا لگا۔ یعنی ایک ہفتہ میں دیکھا کہ عام ارکان کے لئے جن شرائط کی پابندی لازمی قرار دی گئی ہے۔ خود مودودی صاحب ابھی تک ان کے پابند نہیں ہوئے۔ بلکہ ان کی زندگی میں انتہائی تہاون وسہل انگاری ہے جو مقام تقویٰ کے منافی ہے۔ اب کے مودودی صاحب کی بے عملی کا نمونہ دیکھ کر ان کو صرف دھکا ہی نہیں لگا۔ بلکہ ان کا سنبھلنا دشوار ہو گیا۔ انہیں بار بار یہ خیال ستانے لگا کہ کیا میں نے اسی شخص کی امارت کے لئے تحریک کی تھی؟ جب وہ اور کچھ "دارالاسلام" میں ٹھہرے تو مودودی صاحب کے متعلق اور ایسے ایسے انکشافات ہوئے کہ وہ اس "تحریک انتخاب" پر سخت پچھتانے لگے۔ اور محسوس کرنے لگے کہ مودودی صاحب کے لئے تحریک کر کے خود بھی ایک ناجائز کام کیا ہے اور دوسروں کو بھی ناجائز کام کرنے کی دعوت دی ہے۔

نعمانی صاحب نے دارالاسلام میں مقیم چند دیگر دوستوں سے اپنے تاثرات بیان کئے۔ تو معلوم ہوا کہ وہ بھی مودودی صاحب سے سخت بددل اور مایوس ہو رہے ہیں۔

جھوٹی شہادت

اس کے بعد نعمانی صاحب نے مودودی صاحب کو ایک مبسوط خط لکھا۔ اور ان کی مداہنت و بے عملی پر اظہار افسوس کیا۔ یہ خط نعمانی صاحب نے خود اپنے ہاتھ سے ان کو دیا۔ نعمانی صاحب کے بیان کے مطابق یہ خط کئی دنوں میں تیار کیا تھا۔ مگر مودودی صاحب نے اس کا جواب صرف چند گھنٹوں میں دے دیا۔ اس سے انہوں نے یہ سمجھا کہ مودودی صاحب قلم کے بادشاہ ہیں۔ جو بات چاہتے ہیں اپنی مرضی کے مطابق بنا کے پیش کر سکتے ہیں۔ [illegible] کی جیسے اطمینانی دور [illegible] اس کے جواب میں یہ خود مودودی صاحب سے ملے اور ان سے بالمشافہ کہا کہ میں نے خود آپکے حق میں امارت کی تحریک کر کے آپ کی طرف سے ایک "جھوٹی شہادت" دی ہے۔ اور اب اس کے مواخذے سے ڈر رہا ہوں۔

نعمانی صاحب نے اس خط میں کیا لکھا تھا۔ انہوں نے کوئی ذکر نہیں کیا۔ البتہ یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک مودودی صاحب کی زندگی کا جو پہلو کمزور تھا اس میں "تساہل" زندگی بھی شامل تھی۔ اس لئے مودودی صاحب نے اپنی ان باتوں کے متعلق نعمانی صاحب کے سامنے صفائی پیش کرنی چاہیئے۔ مگر ان کے نزدیک وہ ایسا عذر لنگ تھا کہ اس سے ان کا یہ خیال اور پختہ ہو گیا کہ مودودی صاحب کو احکام اسلام کی پابندی کا کچھ خیال نہیں۔

نعمانی صاحب کا ارادہ ہجرت سے رجوع

اس کے بعد نعمانی صاحب نے مودودی صاحب والے "دارالاسلام" چھوڑنے کا ارادہ کر لیا۔ اپنے "سفر ہجرت" سے رجوع کیا۔ اور واپس سنبھل آ گئے۔ مگر اس واقعہ سے اتنے متاثر ہوئے کہ بیمار پڑ گئے اور جاں بلب ہو گئے۔

مجلس شوریٰ کا ہنگامی اجلاس

مودودی صاحب نے یہ صورت حال دیکھ کر اس سال رمضان کے بعد دہلی میں ایک مجلس مشاورت طلب کی۔ اور اس میں نعمانی صاحب کو بھی مدعو کیا۔ یہ ضعف و کمزوری کے باوجود دہلی پہنچے۔

ارکان کی جماعت سے علیحدگی

اس مجلس کے بعد قمرالدین بہاری اور مولینا جعفر صاحب پھلواروی تو جماعت اسلامی سے مستعفی ہو گئے۔ کچھ دنوں کے بعد مولینا علی میاں بھی الگ ہو گئے۔ اس کے بعد نعمانی صاحب نے بھی چند اہل الرائے سے مشورہ کر کے جماعت اسلامی سے علیحدگی کا فیصلہ کر لیا۔ اور مودودی صاحب کو اس کی اطلاع دے دی۔

نعمانی صاحب کہتے ہیں کہ اس کے جواب میں مودودی صاحب نے مجھے ایک "تہدید آمیز" خط لکھا۔ اور اس میں مجھے دھمکایا گیا کہ اگر میں نے کوئی اور پیش قدمی کی۔ تو میرے خلاف فلاں فلاں حد تک کاروائی کی جا سکتی ہے۔ نعمانی صاحب کا بیان ہے کہ یہ تو مودودی صاحب کو ایک موہوم سا خطرہ

پیدا ہو گیا تھا۔ میری نیت ہرگز کوئی نقصان پہنچانے کی نہیں تھی۔ مگر اس خط سے یہ بات اور واضح ہو گئی۔ کہ مودودی صاحب میں "خدا ترسی" کی کتنی کمی ہے۔ اور اگر ضرورت پڑے تو وہ عام انبیاء اور ناخدا ترس صحابیوں کی سطح پر بھی آسکتے ہیں۔

نعمانی صاحب کی زیارت بیت اللہ

۱۹۵۴ء کو نعمانی صاحب "زیارت بیت اللہ" کو تشریف لے گئے۔ وہاں ان کی جماعت اسلامی کے ایک سربرآوردہ رکن مولانا مسعود عالم صاحب ندوی سے ملاقات ہوئی۔ اور "جدہ" میں جماعت اسلامی سے متعلق مفصل گفتگو کی۔ انہوں نے ندوی صاحب سے پوچھا کہ

آپ لوگ تو اصلاح خلق کے لئے اٹھے تھے۔ اور آپ لوگوں کا بنیادی نظریہ یہ تھا کہ پہلے آدمی بنائے جائیں۔ پھر اقتدار حکومت پر قبضہ کیا جائے۔ آپ لوگوں نے کتنے آدمی بنا لئے کہ میدان الیکشن میں کود پڑے؟

اس کے جواب میں ندوی صاحب نے کہا کہ بھائی! میرا، غازی عبد الجبار اور بعض دوسرے سربرآوردہ ارکین جماعت کی یہی رائے تھی۔ مگر مودودی صاحب اس رائے کے خلاف تھے۔ وہ کہتے تھے کہ یہی وقت میدان میں کودنے اور اقتدار حکومت پر قابض ہونے کا ہے۔ اگر اس وقت چوک گئے تو برسوں ہاتھ ملنا پڑے گا۔ چنانچہ اسی رائے پر عمل ہوا۔

تعلق باللہ

"جدہ" میں انہوں نے ندوی صاحب سے ایک اور بات کہی وہ یہ کہ جماعت "نصرت الٰہی" سے کامیاب ہوا کرتی ہے۔ اور نصرت الٰہی تعلق باللہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ اس لئے آپ جماعت اسلامی میں تعلق باللہ قائم کرنے کی کوشش کریں۔

نعمانی صاحب لکھتے ہیں کہ ندوی صاحب میری یہ بات سنکے آبدیدہ ہو گئے۔ اور کہا کہ یہ کمی ہم خود محسوس کرتے ہیں۔ اور ہم اور غازی عبد الجبار اس مسئلہ پر گفتگو کر کے بارہا روئے ہیں۔ مگر افسوس کہ جماعت اسلامی کی جو سب سے بڑی شخصیت ہے اس کو تعلق باللہ قائم کرنے کا ذرا خیال نہیں۔

۱۹۵۳ء

۱۹۵۳ء میں جب احمدیوں کے خلاف ایجی ٹیشن ہوا۔ تو اس میں بھی مودودی صاحب نے حصہ لیا۔ اور عین دوران ایجی ٹیشن میں ایک کتاب "قادیانی مسئلہ" لکھ کر آگ پر تیل کا کام دیا۔ تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ میں مودودی صاحب کے اس طرز عمل پر جو تبصرہ کیا گیا ہے۔ اس میں بھی فاضل جج اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ جب مودودی صاحب نے دیکھا کہ ساری جماعتیں احمدیوں کی مخالفت کر کے عوام میں مقبول ہو رہی ہیں۔ تو انہوں نے سوچا کہ کیوں نہ ہم بھی خون لگا کے شہیدوں میں شامل ہو۔

جائیں۔ چنانچہ ایک کتابچہ لکھ مارا۔ اور عوام سے سند قبولیت حاصل کر لی۔

قہر الٰہی کا نزول

لیکن واقعہ یہ ہے۔ کہ اس کے بعد جماعت اسلامی قہر الٰہی کے ماتحت آگئی ہے۔ اور ایسے سامان پیدا ہونے لگے کہ وہی حضرات جنہیں مودودی صاحب اپنے "ثبوت صداقت" میں پیش کیا کرتے تھے ایک ایک کر کے ان کا ساتھ چھوڑنے لگے۔

اس قصہ کی ابتداء یوں ہوئی۔ کہ جماعت اسلامی پاکستان نے جماعت کی اخلاقی و دینی حالات کا اندازہ لگانے کے لئے ایک جائزہ کمیٹی قائم کی۔ جو جماعت اسلامی کے ان حالات کی صحیح صحیح رپورٹ پیش کرے۔ غالباً ۱۹۵۶ء کے آخر میں اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ پیش کی۔ اور وہ رپورٹ یہ تھی کہ اخلاقی و دینی نقطۂ نگاہ سے جماعت اسلامی کا معیار بہت پست ہے۔ مودودی صاحب نے تو اس رپورٹ کے بعد جماعت اسلامی کے متعلق یہ رائے ظاہر کی کہ

یہ ظلمات کے ایک ٹوکرے کی شکل میں نظر آتی ہے۔

غرض جب ایسی کریہہ رپورٹ پیش کی گئی تو مجلس شوریٰ کے اس طبقہ نے جو مودودی صاحب کا ہم ذوق تھا۔ اس پر یہ تبصرہ کیا کہ

اگر صحابہ کے زمانے میں بھی کوئی جائزہ کمیٹی بیٹھتی تو وہ بھی ایسی ہی رپورٹ پیش کر دیتی جیسی رپورٹ اس جائزہ کمیٹی نے پیش کی ہے۔

اسی طرح ایک سائل نے یہ سوال کیا تھا کہ ہماری دینی دعوت کا تقاضا تو یہ ہے کہ رفقاء جماعت کی زندگی صحابہ کرام کی مثل ہو جائے مگر ہماری جماعت میں وہ نمونہ نہیں پایا جاتا تو مودودی صاحب نے اس کا یہ جواب دیا کہ

کتابی انسان اصل انسان سے بہت مختلف ہوتا ہے۔

یعنی مودودی صاحب نے یہ کہا کہ ہمارے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے وہ تو محض حسن عقیدت اور "اکابر پرستی" کا نتیجہ ہے۔ یا یوں کہئے کہ ان کی زندگی مصنوعی بنا کر پیش کی گئی ہے۔ ان کی اصل زندگی کتابوں کی بیان کردہ زندگی سے جداگانہ تھی۔ اگر اصل انسان کی زندگی کا نمونہ دیکھنا ہو تو رفقاء جماعت اسلامی کو دیکھو

پس اس تبصرہ کے بعد جماعت اسلامی میں اختلافات کا وہ سلسلہ شروع ہوا کہ یکے بعد دیگرے سارے معتمد و سربرآوردہ ارکان نے جماعت سے علیحدگی اختیار کرنی شروع کی۔ وہ لوگ یہ تبصرہ پڑھ کے

اس نتیجہ پر پہنچے کہ مودودی صاحب نے "اسلاف و اکابر امت" کے خلاف جو سرا بیج بویا تھا۔ وہ اب بار آور پیڑ کی صورت میں نمودار ہو رہا ہے۔ اور واقعی وہ مسلمان جن کی صفت میں خدا نے یہ فرمایا ہو کہ

والذین یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان

ترجمہ۔ (مومن وہ ہے) جو یہ کہتے ہیں۔ کہ اے خدا ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم پر ایمان میں سبقت لے گئے ہیں۔

وہ مسلمان جن نے سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم سنا ہو۔

ترجمہ:۔ میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے

اور جس کا یہ عقیدہ ہو کہ

الصحابة كلهم عدول

یعنی سارے صحابہ کرام صاحب عدل ہیں۔

وہ یہ تبصرہ سننے کی کب تاب لا سکتا تھا؟

(باقی)

ضروری اطلاع

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں وقف جدید انجمن احمدیہ کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے نظارت دعوۃ و تبلیغ اور وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان دو الگ الگ شعبے ہیں جن کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن احباب اس میں فرق نہیں کرتے۔ اسلئے بذریعہ اخبار ہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ وقف جدید انجمن احمدیہ الگ باڈی ہے اور اس کا الگ انتظام ہے۔ اسلئے اس سلسلہ میں خط و کتابت انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ کے پتہ پر کی جائے۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

اعلانات نکاح

۱۔ قادیان [illegible]/ جولائی۔ آج بعد نماز ظہر مسجد مبارک میں محترم مولوی عبد الرحمان صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے عبداللہ خان صاحب افغان درویش قادیان کا نکاح محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ بنت عبد الرحمن صاحب مرحوم آف پونچھ کے ساتھ بعوض چار سو روپیہ مہر پڑھا۔ نکاح کے بعد نماز عصر شادی کی تقریب عمل میں آئی۔ خدا تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین (ایڈیٹر)

۲۔ مسٹر محمد عثمان صاحب کا نکاح محترمہ رقیہ بنت سی فخر الدین صاحب مرحوم سابق مدرس مدرسہ احمدیہ کیساتھ تین سو روپیہ مہر پر مکرم مولوی عبداللہ صاحب نے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ آمین۔

خاکسار سی عبداللہ مدرس مدرسہ احمدیہ کوڈالی کیرانسٹیٹ

احمدی مستورات اور بچوں کو ہندوستانی شہری حقوق کی تفویض!

قادیان۔ مورخہ ۲۴/ جولائی ۱۹۵۸ء۔ آج جناب کلکٹر صاحب بہادر گورداسپور جناب شری دمودر داس صاحب آئی اے ایس نے قادیان کے ریسٹ ہاؤس میں طلب فرما کر مندرجہ ذیل احمدی مستورات اور بچوں کو ہندوستانی شہری حقوق عطا فرمائے۔

نمبر شمار	عورت یا بچے کا نام	خاوند یا باپ کا نام	رجسٹریشن سرٹیفکیٹ نمبر
۱	امۃ اللہ بیگم صاحبہ	زوجہ ملک صلاح الدین صاحب ایم اے	فارم نمبر ۱۳-۷
۲	ہدایت بی بی صاحبہ	محمد احمد صاحب	" نمبر ۱۴-۷
۳	معراج سلطانہ	" چوہدری بدر الدین صاحب عامل	" نمبر ۱۵-۷
۴	بی بی صاحبہ	" عبد الرحیم صاحب سندھی	" نمبر ۱۶-۷
۵	صالح محمد	ابن شیخ محمد صاحب نانبائی	" نمبر [illegible]-۷
۶	بشریٰ بیگم	دختر خواجہ عبد الستار صاحب	" نمبر ۵-۷
۷	بشیر احمد	ابن چوہدری محمد احمد صاحب	" نمبر ۶-۷
۸	مجید احمد	" " "	" نمبر ۷-۷
۹	صغریٰ بیگم	دختر عبد اللہ ملکی صاحب	" نمبر ۸-۷
۱۰	سلطان احمد	ابن فضل الرحمٰن صاحب	" نمبر ۹-۷
۱۱	ناصرہ بیگم	دختر محمد عبد اللہ صاحب	" نمبر ۱۰-۷

عہدیداران جماعت کی خدمت میں
تبلیغِ دین کے متعلق ضروری التماس

یہ اللہ تعالےٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ اس نے اس بابرکت زمانہ میں عہدیداران کے لئے سلسلہ کی خدمت کا موقعہ بہم پہنچایا ہے۔ اور آسمانی نظام میں ایک عہدہ دیا ہے۔ لیکن جہاں یہ عہدہ عہدیداران کے لئے اور ان کی آئندہ نسلوں کے لئے فخر اور عزت کا باعث ہے۔ وہاں پر اس کی وجہ سے سب پر اہم ذمہ داری بھی پڑتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے متواتر کوشش اور جد وجہد کی ضرورت ہے۔

تبلیغ کا کام سب سے زیادہ اہم ہے اور اس زمانہ میں یہ دین کی سب سے بڑی خدمت ہے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"احمدیت کی اشاعت نہ صرف اس لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالےٰ کے دین کی اشاعت ہو بلکہ دوستوں کی دینی تربیت کے لئے بھی یہ ضروری ہے جب وہ تبلیغ کے لئے باہر نکلیں گے دوسروں کے پاس جائیں گے تو ان پر اعتراض ہوں گے لوگ احمدیوں کے عیوب بیان کریں گے اور ممکن ہے ان میں سے کوئی عیب خود ان میں پایا جاتا ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنی اصلاح کی کوشش کریں گے۔ اپنے علم کے بڑھانے کی جدوجہد کریں گے اور سلسلہ کی تعلیم کے سیکھنے کی سعی کریں گے اور اس طرح یہ تحریک تبلیغ و تربیت دونوں لحاظ سے مفید ثابت ہوگی"

ہندوستان میں اس وقت تبلیغی میدان بہت وسیع ہے اور روحانیت کی پیاسی روحیں قبول حق کے لئے تڑپ رہی ہیں۔ حکومت کی سیکولر پالیسی اور مسلمانوں کی موجودہ حالت کی وجہ سے بھی تبلیغ میں بہت آسانیاں ہیں۔ پس اگر ہم اس وقت بھی فائدہ نہ اُٹھائیں۔ اور پیغام آسمانی کو ہر گھر اور ہر فرد تک نہ پہنچائیں تو ہم خدا تعالےٰ کے حضور سرخرو نہیں ہو سکتے۔

دوسرے ملکوں میں احمدیت سرعت سے بڑھ رہی ہے۔ لیکن [illegible] دستان جو احمدیت کا اصل مرکز ہے اس میں ترقی کی رفتار بہت سست ہے۔ یہ محض ہماری [illegible] بے پرواہی کی وجہ سے ہے ورنہ خدا تعالےٰ کی تقدیر تو نصرت کے لئے تیار ہے۔

عہدیداران کی طرف سے تبلیغی کارگزاری کی رپورٹیں بہت کم آتی ہیں۔ امید ہے کہ وہ آئندہ خاص جذبہ سے اس اہم خدمت کو سرانجام دیں گے۔ اور مندرجہ ذیل طریق پر تبلیغ حق کا فریضہ سرانجام دے کر باقاعدہ رپورٹ بھجواتے رہیں گے:۔

(۱) اپنے شہر اور علاقہ کے مختلف حلقے بنا کر احباب جماعت کے ذریعہ ان کا سروے [illegible] کرائیں اور غیر متعصب دینی جذبہ رکھنے والے اور صاحب اثر و رسوخ افراد کی فہرستیں تیار کرائیں۔

(۲) ہر حلقہ میں باقاعدہ تبلیغ کے لئے احباب کو گروپ میں تقسیم کر کے ہفتہ وار پندرہ روزہ یا ماہوار ان حلقہ جات میں تبلیغ کرائیں اور مسلسل کام کی ترقی کی رفتار کی نگرانی بھی کریں۔

(۳) احباب اپنے رشتہ داروں اور دوستوں میں زبانی اور بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرانے کے لئے منظم و مسلسل کوشش کریں۔

(۴) احباب میں وقفِ ایام کی تحریک کر کے جتنے دن احباب دے سکیں ان میں تبلیغ کرائیں۔

(۵) باثر خدا کا خوف اور دین سے دلچسپی رکھنے والے لوگوں کے نام مع پتہ جات خوشخط اور صاف لکھ کر مرکز میں بھجوائیں۔ نیز تشریح کریں کہ وہ کس فرقہ یا جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان کی مادری زبان کیا ہے تاکہ ان کے مناسب حال یہاں سے لٹریچر بھجوایا جائے۔

(۶) جماعت میں ہفتہ وار یا ماہوار تبلیغی جلسوں کا انعقاد کر کے احباب کو تبلیغی ٹریننگ دی جائے۔

(۷) یوم التبلیغ، جلسہ ہائے سیرت النبی اور پیشوایان مذاہب کی تقاریب کو پوری توجہ اور اہتمام سے منایا جائے۔

(۸) اپنی ماہوار تبلیغی رپورٹ باقاعدگی سے بھجوائیں۔

آخر میں یہ بھی عرض کر دینا ضروری ہے کہ یہ خاص دن ہیں اور جو مخلص دوست ان ایام میں دینی خدمات اور قربانیاں کریں گے وہ اللہ تعالےٰ سے خاص مقامات اور بڑے انعام پائیں گے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"دنیا چند روزہ مسافر خانہ ہے۔ آخرت کے لئے نیک کاموں کے ساتھ تیاری کرنی چاہیئے مبارک ہے وہ شخص جو ذخیرہ آخرت کے اکٹھا کرنے کے لئے لگا ہوا ہے"۔

۳۔ پس جملہ عہدیداران خود زندگی کا عملی نمونہ دے کر دوسرے احباب جماعت میں زندگی کی حرکت اور بیداری پیدا کریں۔ فرصت کے دن بار بار نہیں آئیں گے اور نہ ہی خدمتِ دین کا یہ زریں موقعہ ہر وقت میسر آئیگا۔ اللہ تعالیٰ سب کی راہنمائی فرما کر اپنے خاص فضلوں اور رحمتوں کے دروازے سب پر کھولے اور زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

نوٹ:- جملہ امراء و صدر صاحبان سیکرٹریان تبلیغ سے اس پروگرام پر عمل کروائیں اور مبلغین بھی مقامی عہدیداران کے تعاون سے اس بارہ میں اپنی مساعی جاری رکھیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

تحریک وقفِ جدید کے مالی جہاد میں حصہ لینے والے احباب

احباب کو علم ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت مختلف مقامات پر جماعت کے تبلیغی و تعلیمی و تربیتی کاموں میں وسعت پیدا کرنے کے لئے وقفِ جدید کی تحریک کی اسکیم شروع کی جا چکی ہے۔ اس مبارک تحریک میں بہت سے احباب شمولیت کر چکے ہیں لیکن ابھی بہت سے احباب ایسے ہیں جنہوں نے اس اسکیم میں وعدہ نہیں لکھوایا۔ اور نہ ہی ادائیگی فرمائی ہے۔ حالانکہ ۶/- روپے سالانہ یا -/۸/- ماہوار کی رقم کی ادائیگی سے اس کارِ خیر اور اس کارِ ثواب میں حصہ لیا جا سکتا ہے۔ یہ رقم کم از کم ہے۔ اس سے زیادہ بھی حسبِ توفیق احباب دے سکتے ہیں

میں احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ اس تحریک میں شامل ہو کر جماعت کی ترقی میں حصہ لیں۔ ہندوستان کے وسیع ملک میں انتہائی جدوجہد اور قربانی سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین۔

اس تحریک میں شامل ہو کر چندہ دینے والے احباب کی فہرست قسط نمبر ۱ و نمبر ۲ بدر میں شائع ہو چکی ہے۔ باقی احباب بھی جلد شامل ہو کر عنداللہ ماجور ہوں قسط نمبر ۳ حسب ذیل ہے

خاکسار مرزا وسیم احمد انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

شمس العارفین صاحب قادیان	۰-۵۰	اہلیہ صاحبہ عبدالسلام صاحب قادیان	۰-۵۰
عبدالرشید صاحب نیاز "	۱-۰۰	بابا جان محمد صاحب "	۰-۵۰
فضل الرحمٰن صاحب "	۱-۰۰	بابا شکر دین صاحب "	۰-۵۰
محمد عبداللہ صاحب ناسکی "	۲-۵۰	مولوی عبدالحق صاحب "	۰-۵۰
کوہستانی عبدالرحمٰن صاحب "	۲-۰۰	نذیر احمد صاحب ننگی "	۱-۰۰
ڈاکٹر غلام ربانی صاحب "	۰-۵۰	بھائی شیر محمد صاحب "	۰-۵۰
محمد فہیم اللہ خان صاحب "	۴-۰۰	مولوی محمد اسمٰعیل صاحب "	۱-۰۰
شیخ محمد ابراہیم صاحب "	۱-۰۰	محمد ابراہیم صاحب غالب "	۰-۵۰
شریف احمد صاحب ڈوگر "	۰-۵۰	بہادر خان صاحب "	۱-۰۰
عبدالواحد صاحب دکاندار "	۰-۵۰	طیب علی صاحب بنگالی "	۰-۵۰
ملک بشیر احمد صاحب سائیکل ورکس "	۰-۵۰	فضار عبداللہ صاحب "	۰-۵۰
محمود احمد صاحب منیجر دواخانہ "	۶-۰۰	محمد احمد صاحب نسیم "	۱-۰۰
مستری محمد یوسف صاحب آف کھوڑہ	۱-۰۰	شریف احمد صاحب ڈوگر "	۰-۵۰
بابا اسمٰعیل صاحب بیت المال قادیان	۱-۰۰	بی۔ اے احمد صاحب [illegible]	۶-۰۰
بابا محمد دین صاحب قادیان	۶-۰۰	اے بی ابراہیم صاحب	۱-۰۰
عبدالرحیم سندھی "	۲-۵۰	ہاجرہ صاحبہ	۱-۰۰
مولوی اللہ دین صاحب "	۰-۵۰	سید غلام مصطفٰے احمد صاحب مظفر پور	۵-۰۰
حافظ الہ دین صاحب "	۰-۵۰	اہلیہ صاحبہ " "	۵-۰۰
عبدالحمید صاحب "	۰-۵۰	سید یوسف احمد صاحب "	۵-۰۰
عبداللطیف صاحب عاجز "	۰-۵۰	خالد احمد صاحب "	۵-۰۰
مولوی عبدالمطلب صاحب	۱-۰۰	سید رفیع احمد صاحب "	۵-۰۰
مولوی امیر احمد صاحب قادیان	۰-۵۰	رشیدہ بیگم صاحبہ "	۵
مولوی محمد صادق صاحب عابد "	۰-۵۰	حمیدہ بیگم صاحبہ "	۵-۰۰
چوہدری فیض احمد صاحب "	۱-۰۰	والدہ مرحومہ سید غلام مصطفٰے	
خلیل الرحمٰن صاحب "	۰-۵۰	صاحب مظفر پور	۵-۰۰

زکوٰۃ

زکوٰۃ اس لئے دی جاتی ہے کہ تا اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچی محبت اور حقیقی تعلق بڑھے اس کی رضا جوئی اور محبت میں استقامت حاصل ہو۔ ایثار کا مادہ پیدا ہو۔ اور حرص و بخل کی بیخ کنی ہو یہ صرف روحانی بیماریوں کی ہی دوا نہیں۔ بلکہ جسمانی اور ظاہری تکالیف اور مصائب سے بچنے اور نجات پانے کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ زکوٰۃ دینے سے مالوں میں کمی نہیں آتی بلکہ اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفوس کرتی ہے۔

ناظر بیت المال قادیان

انقلابِ عراق

(بقیہ صفحہ نمبر ۱)

پانچواں پہلو یہ ہے کہ یہ ایک خطرے کی گھنٹی ہے نہ صرف شہنشاہیت کے لئے بلکہ جمہوریت اور عدم تشدد پر ایمان رکھنے والوں کے لئے بھی۔ اور اگر فوج سیاسیات میں اسی طرح عملی دلچسپی لیتی رہی تو دنیا سے جمہوری نظام کا درہم برہم ہو جانا یقینی ہے۔ اس لئے کہ روس سے لیکر مصر تک کا انقلاب یہ بتا رہا ہے کہ فوجی انقلاب کے بعد ملک میں جمہوریت نہیں آتی۔ بلکہ ڈکٹیٹرشپ اور "مطلق العنانی" آتی ہے۔ جو اپنی پالیسی اور کردار میں شہنشاہیت سے بھی سخت گیر و تشدد پسند ہوتی ہے۔ اس سے بڑھکر اور کیا اندھیر ہوگا کہ روس میں ابھی تک کمیونسٹ پارٹی کے علاوہ کسی دوسری پارٹی کا قیام معتوب و خلافِ قانون سمجھا جاتا ہے۔

اس دور میں سب سے پہلے پاکستان میں فوجی بغاوت کی سازش کی گئی جو ناکام رہی مگر پاکستان کے محبوب رہنما وزیر اعظم لیاقت علی خان کو اس ناکامی کی قیمت اپنے خون سے ادا کرنی پڑی۔

اس کے بعد مصر میں فوجی بغاوت ہوئی اور کامیاب ہوئی۔ شاہ فاروق جلاوطن کئے گئے۔

پھر ایران کی باری آئی اور شاہِ ایران کو "ملکہ ثریا" کے ساتھ بھاگنا پڑا۔ مگر یہ بغاوت بھی ناکام رہی اور اس جرم میں ڈاکٹر مصدق کو گولی مار دی گئی۔

اس کے بعد ہنگری کے عوام میں روسی افواج کے خلاف ایک عوامی تحریک چلی۔ مگر یہ بھی روسی فوجوں کی طاقت کے بل بوتے پر دبا دی گئی۔ اور ہنگری کے عوامی نمائندے مسٹر ایمرے ناگ اور ان کے ساتھیوں کو سزائے موت دے دی گئی۔ ایمرے ناگ کی سزائے موت کے خلاف جن جن ممالک نے صدائے احتجاج بلند کی اسے روسی اشتراکیوں نے "مگرمچھ" کے آنسو قرار دیا۔ اور ابھی "مگرمچھ" کے یہ آنسو خشک بھی نہیں ہوئے تھے کہ عراق میں فوجی بغاوت برپا ہو گئی۔

(۶)

عراقی مثبت — اس انقلاب کا چھٹا پہلو عراقی تیل کا ذخیرہ ہے۔

مشرق وسطےٰ میں عراق ایک ایسا ملک ہے جہاں سعودی عرب کے بعد تیل کا سب سے بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ یہاں تین کمپنیاں تیل کا کاروبار کرتی ہیں۔ عراق پیٹرولیم کمپنی۔ بصرہ پیٹرولیم کمپنی اور موصل پیٹرولیم کمپنی۔

ان کمپنیوں کو تیل سے جو آمدنی ہوتی ہے ۱۹۵۲ء کے معاہدے کی رو سے عراقی حکومت اس کے نصف حصہ کی حقدار ہوتی ہے۔ اس طرح حکومتِ عراق کو سالانہ ایک رقم خطیر مل جاتی ہے۔ اس بغاوت سے پہلے اندازہ لگایا گیا تھا کہ ۱۹۵۸ء میں عراقی حکومت کو اس "رائلٹی" سے ۳۳ کروڑ پونڈ ملیں گے۔ عراق کی "حکومتِ مرحومہ" اس آمدنی کا ۷۰ فی صدی حصہ ملک کے ترقیاتی منصوبوں میں خرچ کرتی تھی۔ اسی لئے عراقی عوام مشرق وسطےٰ میں سب سے زیادہ خوشحال ہیں۔

عراق کے ساتھ شام کی سرحد ملتی ہے اور شام ایک ایسا ملک ہے جو اہلِ دین کی اصطلاح میں "ارض الصلحاء" اہلِ طبیعات کی زبان میں "سرزمین مناظرِ قدرت" اور اہلِ اقتصاد کے محاورے میں غریبوں اور بھوکوں کا ملک کہلاتا ہے۔ اور جب سے اس نے روس سے اتحاد کیا ہے اور مصری وفاق میں شامل ہوا ہے باقی عرب ممالک سے اس کے تعلقات خراب ہو گئے ہیں۔ اور یہ تیل کی برکات سے بھی محروم ہو گیا ہے۔ تیل کی "پائپ لائن" جو شام کے صحرا سے ہو کر لبنان کی بندرگاہ ٹریپولی اور اسرائیل کی بندرگاہ حیفہ جاتی تھی۔ اور جس کے بدلے حکومتِ شام کو ایک معقول رقم مل جاتی تھی۔ وہ واقعہ نہر سویز کے بعد توڑ دی گئی ہے۔ ادھر مصر کا بھی یہی حال ہے۔ وہ بھی تیل کی نعمتوں سے محروم ہے۔ روس کے پاس بھی اپنی ضرورت سے زیادہ تیل نہیں۔ جو وہ مصر و شام کو دے۔ اور اس صنعتی و مشینی دور میں کوئی ملک تیل کے بغیر کیسے جی سکتا ہے؟ اس لئے جمہوریہ مصر و شام کو ایک ایسے علاقے کی ضرورت پڑی جو حالتِ امن و جنگ میں تیل مہیا کرے۔ اور یہ ضرورت "انقلابِ عراق" سے پوری ہو گئی۔

(۷)

اندرونی معاملے میں مداخلت — اس انقلاب کا ساتواں پہلو کسی ملک کے اندرونی معاملے میں مداخلت ہے۔ صدر ناصر جو جمہوریہ مصر و شام کے سربراہ ہیں۔ ساری دنیائے عرب کے معاملات میں مداخلت کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ اور یہ یقیناً بڑا ہی خطرناک رجحان ہے۔ "انقلابِ بغداد" کے بعد ان کا پایان کے ریڈیو کا بار بار "اردن" کے عوام کو شاہ حسین کے خلاف بھڑکانا نہایت غیر ذمہ دارانہ فعل ہے۔ اس طرح دنیا امن سے نہیں جنگ سے ہمکنار ہوگی۔ ہم ہرگز "جمہوریہ مصر و شام" کے مخالف نہیں بلکہ اس کے استحکام و خوشحالی کے خواہشمند ہیں۔ مگر اس کے باوجود کسی ایسے فعل کی تائید کرنے سے معذور ہیں جو جنگجویانہ اور غیر دانشمندانہ ہو۔

تاریخِ عراق — عراق۔ جہاں یہ فوجی بغاوت ہوئی پہلے حکومتِ ترکیہ کا ایک حصہ تھا۔ جب ۱۹۱۴ء کی جنگِ عظیم چھڑی تو انگریزوں نے سازش اور جھوٹے وعدوں کے ذریعہ عربوں کو ترکوں کی غداری پر آمادہ کر لیا اور انہوں نے انگریزوں کی حمایت میں ترکوں کے خلاف علمِ بغاوت بلند کر دیا۔

اس وقت ہندوستانی مسلمانوں کی ساری ہمدردی ترکوں کے ساتھ تھی اور عربوں کی غداری سے زعماءِ ہند کو اتنی نفرت تھی کہ جب مولینا محمود الحسن صاحب "اسیر مالٹا" رہا ہو کر ہندوستان آئے تو مراد آباد کے اسٹیشن پر کچھ لوگ عربوں کا سا رومال باندھے ان کے استقبال کو آئے۔ مولینا نے دیکھتے ہی منہ پھیر لیا اور کہا کہ یہ غداری کا لباس ہے اسے اتار دو۔

علامہ اقبال نے عربوں کی اس غداری پر ان الفاظ میں نوحہ کیا۔

> اُمتے بودی اُمم گردیدہ
> بزمِ خود را خود زہم پاشیدہ
> آنچہ با تو خویش کردی کس نکرد
> روحِ پاکِ مصطفےٰ آمد بدرد

یہی تاثر مولانا شبلی نعمانی شمس العلماء کا بھی تھا۔ وہ تو ترکوں کے پرستار تھے اور انہیں قہر و جلالِ الٰہی کا مظہر قرار دیتے تھے۔

جنگ کے بعد جب شریف حسین نے انگریزوں کو متحدہ عرب حکومت قائم کرنے کا وعدہ یاد دلایا تو وزیرِ خارجہ برطانیہ نے جواب دیا کہ آپ سے سلطنتِ برطانیہ کے کس ذمہ دار رکن نے وعدہ کیا تھا؟ یہ کہہ کے ممالکِ عربیہ کے حصے بخرے کر دیئے۔ شام فرانس کو ملا۔ فلسطین و عراق کو برطانیہ نے اپنی "حفاظت" میں لے لیا اور شریف حسین کے آنسو پونچھنے کے لئے ۱۹۱۹ء میں امیر فیصل کو وہاں کا بادشاہ بنا دیا۔ مگر وہ برطانیہ کا بالکل دستِ نگر تھا۔

جب عراقی عوام نے برطانیہ کی اس پالیسی کے خلاف مسلسل احتجاج کیا۔ تو ۱۹۲۴ء میں عراق کو کچھ داخلی مراعات دی گئیں۔ مگر امورِ خارجہ اور خزانہ انگریزوں کے پاس رہا۔ پھر جب اس کے خلاف بھی احتجاج ہوتے رہے۔ تو ۱۹۳۰ء میں عراق کو اس شرط پر آزادی دی گئی۔ کہ عراق میں دو جگہ برطانیہ کی فوجی چھاؤنیاں رہیں گی۔ اس کے بعد ۱۹۳۲ء میں عراق لیگ آف نیشنز کا ممبر بن گیا۔ مگر عراقی عوام کی بے چینی دور نہیں ہوئی۔ اور کئی بار بغاوت کی کوششیں کی گئیں۔ جو ناکام رہیں۔ آج ۱۴ر جولائی ۱۹۵۸ء کا دن آیا۔ فوجی بغاوت ہوئی اور پورا ہاشمی خاندان جو عراق پر حکمران تھا قتل کر دیا گیا۔

اس قتل کی تفصیل یوں بیان کی جاتی ہے کہ ۱۴ر جولائی کو آدھی رات کے بعد فوج نے شاہی محل کا محاصرہ کر لیا۔ جب شور و غل سے شاہ فیصل کی آنکھیں کھلیں اور وہ حالات معلوم کرنے کیلئے ٹیرس سے اترے۔ تو دیکھا کہ شاہی محل باغیوں کے محاصرے میں ہے۔ اور باغی ریڈیو سٹیشن سے بار بار یہ اعلان کر رہے ہیں۔ کہ بغداد میں فوجی بغاوت ہو گئی ہے۔ شاہ یہ سنکر اوپر گئے۔ ریڈیو کا بٹن آف کر دیا اور اپنے خادم سے کہا کہ محل پر صلح کا سفید جھنڈا لہرا دو۔ جھنڈا لہرا دیا گیا۔ کچھ دیر بعد ایک باغی کیپٹن نے شاہ کو نیچے بلایا۔ وہ اپنی ماں اور چند خادموں کے ساتھ نیچے آ گئے۔ شاہ نے کیپٹن سے کہا کہ ہم نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ مگر اس نے اس کے جواب میں "برین گن" سے گولیاں برسا دیں۔ اور یہ ۲۳ سالہ ہاشمی چشم و چراغ خون میں لت پت ہو کے صبح سویرے بجھ گیا ـــــ شاید آج شریف حسین کی غداری کا انتقام لیا گیا۔

اسی قسم کا ایک واقعہ آج سے کچھ دن پیشتر روس میں بھی ہوا تھا۔ اس میں بھی زار۔ زارینہ اور ان کی لڑکیوں کو اسی طرح مار دیا گیا تھا مگر روسی اشتراکیوں میں اتنی اخلاقی جرأت تھی۔ کہ انہوں نے فوجیوں کی اس حرکت کے خلاف ایک انکوائری کمیشن بٹھایا اور مجرموں کو کیفرِ کردار تک پہنچایا۔

کیا عراقی عوام بھی اسی جرأت کا مظاہرہ کریں گے؟

ڈپٹی کمشنر صاحب کی آمد (بقیہ صفحہ ۱)

ازاں بعد ڈپٹی کمشنر صاحب نے مسجد مبارک و مسجد اقصےٰ کی زیارت کی۔ اور منارۃ المسیح پر چڑھ کر سارے شہر کا نظارہ کیا۔ پھر مہمان خانہ میں چند منٹ بیٹھے جہاں ان کی خدمت میں دودھ اور سوڈا پیش کیا گیا اس کے بعد آپ بہشتی مقبرہ مزار مبارک دیکھنے کے لئے گئے۔ اور رستہ میں وہ سڑک جو جناب وزیر صاحب لوکل سیلف گورنمنٹ کی ہدایت کے ماتحت احمدیہ جماعت نے بصرف کثیر تیار کی ہے ملاحظہ کی۔ دفتر نظارتیں میں بھی چند منٹ بیٹھ کر تبلیغی اور جماعتی معلومات حاصل کیں۔

دوسرے روز یعنی مورخہ ۲ ۷ ۵۸ کو بعض احمدی مستورات اور بچوں کو حقوقِ شہریت دیئے جانے کے متعلق ریسٹ ہاؤس میں کارروائی ہوئی۔ ڈی سی صاحب کی طرف سے حسبِ قواعد ان احمدی مستورات اور بچوں کو جن کی فہرست دوسری جگہ درج ہے حقوقِ شہریت تفویض کئے گئے۔

درخواست دعا

خاکسار کے گھر میں ۱۴۔۱۵ سال سے کوئی اولاد نہیں تھی۔ اب الحمد للہ خدا کے فضل سے تولد کی امید ہو گئی ہے احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ مجھے نیک صالح اور خادمِ دین اولاد عطا کرے۔ آمین۔ خاکسار محمود خاں احمدی

موسیٰ بنی مائنز ضلع سنگھ بھوم

پروگرام دورہ مکرم مولوی محمد صادق صاحب ناقد انسپکٹر بیت المال

بابت جماعت احمدیہ اڑلیسہ از ۱ تا ۲۳ ۸ ۵۸

مندرجہ ذیل جماعت ہائے احمدیہ اڑلیسہ ہندوستان، عہدے داران کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی محمد صادق صاحب ناقد انسپکٹر بیت المال مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق از ۱/۸/۵۸ تا ۲۳/۸/۵۸ بغرض معائنہ حسابات و وصولی چندہ جات دورہ کریں گے۔ جماعت احمدیہ اڑلیسہ کے عہدے داران سے توقع ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مولوی صاحب موصوف کے ساتھ پورا پورا تعاون فرمائیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	روانگی از جماعت	تاریخ روانگی	رسیدگی در جماعت	تاریخ	قیام	کیفیت
۱	کلکتہ	۱-۸-۵۸	بھدرک	۱-۸-۵۸	ایک یوم	
۲	بھدرک	۲-۸-۵۸	کوٹ پلہ	۲-۸-۵۸	۱ ،،	
۳	کوٹ پلہ	۳-۸-۵۸	پینکال	۳-۸-۵۸	۲ ،،	
۴	پینکال	۵-۸-۵۸	کرڈاپلی	۵-۸-۵۸	۲ ،،	
۵	کرڈاپلی	۷-۸-۵۸	سمبلپور	۷-۸-۵۸	۱ ،،	
۶	سمبلپور	۸-۸-۵۸	چودوار	۸-۸-۵۸	۱ ،،	
۷	چودوار	۹-۸-۵۸	سونگھڑہ	۹-۸-۵۸	۱ ،،	
۸	سونگھڑہ	۱۰-۸-۵۸	سرط	۱۰-۸-۵۸	۱ ،،	
۹	سرط	۱۱-۸-۵۸	کینندرا پاڑہ	۱۱-۸-۵۸	۱ ،،	
۱۰	کینندرا پاڑہ	۱۲-۸-۵۸	کٹک ٹاؤن	۱۲-۸-۵۸	۳ ،،	
۱۱	کٹک ٹاؤن	۱۵-۸-۵۸	سری پاریپن پیڈا	۱۵-۸-۵۸	۱ ،،	
۱۲	سری پاریپن پیڈا	۱۶-۸-۵۸	او-ایم-پی چاولیہ گنج	۱۶-۸-۵۸	۱ ،،	
۱۳	او-ایم-پی چاولیہ گنج	۱۷-۸-۵۸	بھبنیشور	۱۷-۸-۵۸	۱ ،،	
۱۴	بھبنیشور	۱۸-۸-۵۸	کیرنگ	۱۸-۸-۵۸	۳ ،،	
۱۵	کیرنگ	۲۰-۸-۵۸	مانکاگوڈا	۲۱-۸-۵۸	۱ ،،	
۱۶	مانکاگوڈا	۲۲-۸-۵۸	نیاگڑھ	۲۲-۸-۵۸	۱ ،،	
۱۷	نیاگڑھ	۲۳-۸-۵۸	پوری	۲۳-۸-۵۸	۱ ،،	

لازمی چندہ جات

نظارت بیت المال کی طرف سے سیکرٹریان مال جماعت احمدیہ ہندوستان کی خدمت میں ان کے لازمی چندہ جات کی آمد اور بقایا کی پوزیشن سے اطلاع دیتے ہوئے انہیں تحریک کی جا چکی ہے کہ وہ اپنے ذمہ نسبتی بجٹ آمد کے مقابل پر جس قدر کمی رہ گئی ہے اسے جلد از جلد پورا کیا جائے تا آخر مالی سال تک سو فی صدی بجٹ پورا ہو سکے۔ موجودہ مالی سال کے تین ماہ گذر چکے ہیں۔ اور آمد کی موجودہ رفتار تسلی بخش نہیں ہے۔ متعدد جماعتیں ایسی بھی ہیں۔ جن کی طرف سے کوئی وصولی نہیں ہوئی ہے۔

اس وقت جماعت احمدیہ خاص حالات اور غیر معمولی دور میں سے گذر رہی ہے مشکلات اور تکالیف کا یہ دور ہمیں مسلسل غیر معمولی قربانیوں کی دعوت دے رہا ہے۔ ہمارے اخلاص اور قربانی کا اعلیٰ نمونہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کر کے ہمیں جلد کامیابی اور ترقی کے دروازے تک پہنچا سکتا ہے اور ہماری معمولی سی کوتاہی اور فرائض سے عدم توجہی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بن کر جماعت کی ترقی اور روحانی کامیابی کے دن کو پیچھے ڈال سکتی ہے۔

پس ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ جماعت کا ہر فرد اپنی مالی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے کما حقہ اپنے چندہ ادا کرنے کی طرف متوجہ ہو۔ جماعت کے امراء۔ صدر صاحبان۔ سیکرٹریان مال اور دیگر عہدے داران کو چاہیئے۔ کہ وہ مالی فرائض کی ادائیگی میں عملی قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کریں۔ اور اپنی اپنی جماعتوں کے سست اور بقایادار دوستوں کو بیدار اور ہوشیار کرنے کی پوری جدوجہد کریں۔ یہ وقت غفلت اور سستی کا نہیں ہے۔ بلکہ قربانی کے میدان میں اپنا قدم بڑھا کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا ہے۔

مجھے پوری امید ہے۔ کہ جملہ مخلصین جماعت فرض شناسی کا ثبوت دیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

اخبار "بدر" کے لئے احباب کا تعاون

—— از جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ قادیان ——

احباب جماعت کو معلوم ہے کہ باوجود گوناگوں مشکلات اور مجبوریوں کے کئی سال سے اخبار "بدر" مرکز سلسلہ سے شائع ہو رہا ہے۔ یہ اخبار مرکز ہندوستان میں سلسلہ کا آرگن ہے اور اس کے مطالعہ سے سلسلہ کے حالات اور معلومات کے علاوہ مرکزی تحریکات کا علم بھی ہوتا رہتا ہے۔ بالخصوص سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تازہ خطبات اور اسلام اور احمدیت کے متعلق علمی مضامین کے مطالعہ کی توفیق ملتی ہے۔ باوجود اشیاء کی گرانی کے "بدر" کا سالانہ چندہ صرف چھ روپے ہے یعنی آٹھ آنہ ماہوار۔ گویا اخبار ملک کے سب اخبارات سے ارزاں بھی ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ نہ صرف خود اس کی خریداری اور اعانت میں حصہ لیں بلکہ دوستوں کو بھی اس کار خیر میں شریک کریں مخلص احباب جماعت "بدر" کی امداد مندرجہ ذیل طریق پر کر کے اللہ تعالیٰ سے اجر پا سکتے ہیں:۔

(۱) ہر مخلص دوست اس کے خود خریدار بنیں۔

(۲) دوسرے احباب کو خریدار بنائیں۔

(۳) اپنے غیر احمدی رشتہ داروں، دوستوں اور اپنے غیر مسلم دوستوں کے نام زیادہ سے زیادہ پرچے جاری کرائیں۔

(۴) خوشی کی تقاریب پر بطور عطیہ کے اخبار بدر کے لئے رقم ارسال کریں۔

(۵) ضروری مضامین اور خبریں بدر کے لئے بھجوائیں۔

ممکن ہے آپ کو بدر میں بعض خامیاں نظر آتی ہوں۔ لیکن اگر اس کی خریداری زیادہ ہو جائے۔ تو ان نقائص کو کم سے کم کیا جا سکتا ہے۔ پس ان نقائص کو دور کرنے کے لئے بھی احباب کے تعاون کی ضرورت ہے موجودہ زمانہ پریس اور اشاعت کا زمانہ ہے اور اخبارات تبلیغ و اشاعت کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ حضرت اقدس مسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے "تکمیل اشاعت وہدایت" کے لئے بھیجا ہے پس ہمیں بھی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ذرائع اشاعت کو زیادہ سے زیادہ کام میں لا کر خدا تعالیٰ کے نام کو ملک کے طول و عرض میں پھیلائیں۔

جملہ عہدیداران جماعت سے بھی التماس ہے کہ وہ اپنے گردوپیش کے تمام احباب کا جائزہ لیں اور حسب استطاعت احباب کو انفرادی اور اجتماعی تحریک کر کے اخبار "بدر" کے خریدار بنائیں تاکہ کوئی فرد ایسا نہ رہے جو اخبار بدر کا خریدار نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور حافظ و ناصر رہے اور خدمات سلسلہ کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ آمین؟

چندہ جلسہ سالانہ

—— کے متعلق ——

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد

حضور فرماتے ہیں:۔

"پہلے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق متواتر کئی سالوں سے دیکھا گیا ہے کہ جو جماعتیں شروع سال میں چندہ دیتی ہیں۔ وہ تو دے دیتی ہیں، اور جو شروع سال میں نہیں دیتیں ان کے ذمہ بقایا رہ جاتا ہے جس کی وجہ سے ہمارے سالانہ بجٹ کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور ان کے ذمہ بھی بعض دفعہ دو سال کا چندہ اکٹھا ہو جاتا ہے حالانکہ جلسہ سالانہ کا چندہ ایک ایسی چیز ہے جس کے دینے کا ہمارے ملک میں سالہا سال سے رواج چلا آتا ہے۔ جلسہ سالانہ ایک اجتماع کا موقعہ ہے اور اجتماع کے موقعہ پر ہمارے ملک میں لوگوں کی عادت ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ امداد ضرور کرتے ہیں"

پس احباب کو چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی اصولاً جلسہ سالانہ سے قبل کرنی چاہیئے۔ کیونکہ جلسہ سالانہ کے ہنگامی اخراجات کے بار کی متحمل صدر انجمن احمدیہ نہیں ہو سکتی۔ امسال جلسہ سالانہ ۱۷-۱۸-۱۹ را کتوبر کو منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں صرف دو ماہ باقی ہیں۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب جماعت اور عہدیداران مال چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کی طرف فوری طور پر متوجہ ہوں۔ چندہ جلسہ سالانہ کی اہمیت اور ضرورت پوری طرح تمام دوستوں کے ذہن نشین کرائی جائے اور وصولی کیلئے خاص کوشش اور جدوجہد کی جائے۔ امید ہے کہ جملہ احباب جماعت اور عہدیداران مالی اس طرف توجہ دیکر فرض شناسی کا ثبوت دیں گے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

خبریں

لنڈن ۲۸ رجولائی - آج معاہدہ بغداد کی وزارتی کونسل کا اجلاس شروع ہوگیا - برطانیہ کے وزیر اعظم مسٹر میکملن نے افتتاحی تقریر میں کہا کہ موجودہ اجلاس کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ یہ معاہدہ اجتماعی سلامتی کا ذریعہ ہے اور ہم اس پر مضبوطی سے قائم ہیں - انہوں نے کہا کہ اس سوال پر غور ہوگا کہ اس معاہدہ کو موجودہ حالات میں وسط مشرق میں قیام امن کے لئے کیسے ذریعہ بنایا جائے عراق کے شاہ فیصل اور دیگر عراقی دوستوں کی ہلاکت نے ہمیں زبردست صدمہ پہنچایا ہے - ہمارے مدت سے اُن کے ساتھ ذاتی تعلقات تھے اس لئے ان کی ہلاکت پر رنج و غم کا اظہار فطرتی ہے اجلاس میں پاکستان - ایران اور ترکی کے وزراء اعظم اور وزراء خارجہ شامل ہوئے - اور امریکی وزیر خارجہ مسٹر ڈلز نے بطور ایک مبصر کے شمولیت کی معتبر حلقوں نے بتایا ہے کہ وزارتی کونسل عراق کے ساتھ تعلقات کے بارے میں غور کرے گی - پاکستان - ایران اور ترکی اس بات کے حق میں ہیں کہ عراق کی نئی سرکار کو تسلیم نہ کیا جائے - لیکن برطانیہ نے جسے عراق سے کافی مقدار میں تیل ملتا ہے اس بارے میں لچکیلا رویہ اختیار کیا ہے - اجلاس میں مشرق وسطیٰ کی صورت حال اور لبنان اور جارڈن میں اینگلو امریکی فوجیں بھیجے جانے کے اہم سیاسی معاملات پر غور کرے گی - معاہدے کے ممالک وسط مشرق کے معاملات کے متعلق ایک جیسی پالیسی اختیار کرنے کی کوشش کریں گے -

پٹھانکوٹ ۲۸ رجولائی - ڈپٹی کمشنر گورداسپور شری دمودرداس نے آج انکشاف کیا کہ دریائے راوی کے سیلاب کی وجہ سے مخصوص پور، مک ہری رائے اور گاگر دان کے مقامات پر سرحدی قصبہ نروٹ جیمل سنگھ اور دوسرے علاقہ کو بچانے کے لئے بنائے گئے حفاظتی بندوں میں شگاف ہو گئے ہیں اس سے نروٹ جیمل سنگھ کے لئے شدید خطرہ پیدا ہو گیا ہے - یہ تینوں بند حال ہی میں ۷ لاکھ روپے کے خرچ سے بنائے گئے تھے -

لنڈن ۲۸ رجولائی - امریکی حلقوں نے بتایا ہے کہ مغربی ممالک یہ محسوس کرتے ہیں کہ اگر وسط مشرق کے سربراہوں کی کانفرنس جلد بھی ہوئی تو بھی ۱۱ راگست سے پہلے نہ ہو سکے گا - برطانیہ اور امریکہ میں اس امر اتفاق رائے ہو گیا ہے کہ انہوں نے چوٹی کانفرنس میں کیا رویہ اختیار کرنا ہے -

لنڈن ۲۸ رجولائی - لنڈن کے سیاسی حلقوں میں یہ خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ امریکی صدر جنرل آئزن ہاور کی مشرق وسطیٰ کے مجوزہ چوٹی کانفرنس میں شرکت مشکوک ہو گئی ہے - یہی وجہ ہے کہ انہوں نے روسی وزیر اعظم مسٹر خروشچیف کو نہایت ردکھا پھیکا جواب بھیجا ہے امریکہ کے کچھ اخبارات نے لکھا ہے کہ امریکہ سرکار کی کوشش ہے کہ یہ چوٹی کانفرنس منعقد ہی نہ ہو - اسی لئے اس کی طرف سے کئی طرح کے بہانے کئے جا رہے ہیں - یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جنرل آئزن ہاور کی صحت اتنی اچھی نہیں کہ وہ اس اہم ڈپلومیٹک کانفرنس کا بوجھ برداشت کر سکے -

کلکتہ ۲۸ رجولائی - وزیر اعظم پنڈت نہرو نے یہاں کانگرسی ورکروں کی ایک میٹنگ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ کانگرسیوں کو چھوٹے چھوٹے جھگڑوں میں نہ پڑنا چاہیئے - اور انہیں اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ انہیں نجی اور پبلک لائف میں ایک اعلیٰ معیار قائم کرنا ہے ملک کے اتحاد کو قائم رکھنا ایک تاریخی امانت ہے - بھارت کے باشندوں کے مسائل محض نعرے بازی سے حل نہیں ہو سکتے -

بین الاقوامی مسائل کے بارے میں پنڈت نہرو نے کہا کہ بھارت دوسرے ملکوں کے معاملات میں دخل نہیں دینا چاہتا - لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر جنگ ہوئی تو بھارت کو بھی نقصان پہنچے گا - کیونکہ موجودہ حالات میں کوئی ایک ملک دنیا کے رجحان سے الگ نہیں رہ سکتا محض نکتہ چینی کرنے سے فائدہ نہیں ہوتا محض دوسرے ملکوں پر نکتہ چینی کرنے سے بچنا چاہیئے - اگر ان کے اقدام بالکل غلط ہوں تو بھی زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ افسوسناک ہیں - بدقسمتی کا مقام ہے کہ آج کی دُنیا میں منافرت شکوک و شبہات اور بداعتمادی پائی جاتی ہے - ہر ملک زیادہ سے زیادہ اسلحہ تیار کرنے کی کوشش کر رہا ہے - لیکن ہتھیار جمع کرنے سے مسائل حل نہ ہوں گے

نئی دلی ۲۷ رجولائی - وزیر اعظم مسٹر نہرو نے آج بھارت سیوک سماج کے بورڈ کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان خوراک اور اناج کے معاملہ میں دوسرے ممالک پر بھروسہ نہیں کر سکتا کیونکہ اناج کی درآمد پر بھاری زر تبادلہ خرچ ہو رہا ہے - اس سے ملک کی صنعتی ترقی میں رکاوٹ پڑتی ہے - انہوں نے اندرون ملک خوراک کی پیداوار بڑھانے پر زور دیا - انہوں نے کہا کہ عوام کو چاہیئے کہ وہ حکومت سے پورا پورا تعاون کریں -

کراچی ۲۷ رجولائی - راجہ غضنفر علی خاں نے جو پاکستان چین دوستی انجمن کے صدر ہیں چین کے دو ماہ کے دورہ کے بعد واپس لوٹ آئے - لاہور میں ایک استقبالیہ جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے چین کے متعلق اپنے تاثرات بیان کئے اور کہا کہ چین کی سریع ترقی کی وجہ یہ ہے کہ وہاں عوام اور حکومت کے درمیان بڑا تعاون ہے - اتنا تعاون ہے کہ اس کی مثال نہیں ملتی

چینی مسلمانوں کے متعلق انہوں نے بتایا کہ یہ بات بڑی امید افزا ہے کہ چین میں انہوں نے اپنا جداگانہ وجود قائم رکھا ہے اور پورے ملک میں ان کا احترام کیا جاتا ہے - پیکنگ کی پچاس لاکھ آبادی میں مسلمانوں کی تعداد صرف اسی ہزار ہے وہاں پر ۸۰ مساجد ہیں ان میں سے ۲ اب بعد کمیونسٹ انقلاب کے بعد تعمیر ہوئی ہیں - دوسری بات یہ ہے کہ چین میں کسی مسلمان نے اپنا مذہب ترک کر کے کمیونزم کی دعوت کو قبول نہیں کیا - چین کی ساٹھ کروڑ کی آبادی میں مسلمانوں کی تعداد ۲ کروڑ ہے انہوں نے کہا کہ چین میں مسلمانی کھانے بہت مقبول ہیں

لندن ۲۷ رجولائی - مقامی اخبار ڈیلی میل میں عراقی فوج ایک افسر کا انٹرویو شائع ہوا ہے - جس نے ۱۴ رجولائی کو عراق کے شاہ اور شاہی خاندان کو ہلاک کیا تھا - اس افسر کا نام کیپٹن اے ایم سیلم ہے - اس نے بتایا کہ تیس منٹ کے اندر اندر شاہی محل پر انقلاب پسندوں نے قبضہ کر لیا تھا - اور شاہی خاندان کے افراد کو ہلاک کر دیا تھا - اس نے کہا کہ میں تین مسلح موٹروں کے ساتھ شاہی محل پر پہنچا - اور شاہی خاندان کو حاضر کرنے کا حکم دیا - جب ان لوگوں کو میرے سامنے حاضر کیا گیا تو میں نے سب مشین گن سے ان لوگوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا - اس نے کہا میں نے فیصل کو گولی ماری - عورتیں بچے اور مرد سب پاس پاس مرے پڑے تھے - اس نے کہا کہ اس نے فیصل ان کے چچا پرنس عبدالالٰہ، شہزادی عبدیہ اور شہزادی کے دو بچوں کو جن کی عمر ۷ اور ۸ سال تھی اور ان کی دادی نفیسہ کو اسی جگہ گولی مار کر ہلاک کر دیا - اس کے بعد ان سب کی نعشوں کو قبرستان لے جایا گیا - لیکن عبد الالٰہ کی نعش سڑک پر پھینک دی گئی - پھر اس کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا -

تل ابیب ۲۷ رجولائی - حکومت اسرائیل نے مطالبہ کیا ہے کہ مشرق وسطےٰ کے مسائل پر جو بھی چوٹی کانفرنس ہو اس میں اسرائیل کو بھی شامل کیا جائے - اگر اسرائیل کو شامل نہ کیا گیا تو وہ کانفرنس کے فیصلوں کو منظور نہ کرے گا

نئی دلی ۲۷ رجولائی - اب جبکہ مسٹر خروشچیف وزیر اعظم روس نے اقوام متحدہ کے زیر اہتمام سربراہوں کی کانفرنس میں شرکت منظور کر لی ہے - یہاں کے سیاسی حلقوں میں اطمینان کا سانس جاری ہے - اور کہا جا رہا ہے کہ اب ایسی کوئی وجہ نہیں کہ برطانوی پارلیمنٹ کا اجلاس موسم گرما کی طویل تعطیلات کے لئے ملتوی نہ کر دیا جائے - مخالف پارٹی کی طرف سے زور دیا جا رہا ہے کہ حکومت کے سربراہوں کی کانفرنس آئندہ ہفتہ کے آخر میں یا اس سے اگلے ہفتہ کے شروع میں ہونی چاہیئے - لیکن حکومتی حلقوں کا خیال ہے کہ کانفرنس آئندہ پیر کو جیسا کہ مسٹر خروشچیف نے تجویز کیا ہے منعقد نہ ہو سکیگی

مسٹر جین علاقہ مجسٹریٹ کی قادیان میں آمد

قادیان ۲۵ رجولائی - آج شری لیفٹیننٹ کمار جین علاقہ مجسٹریٹ بٹالہ مع اپنے والد صاحب اور مقامی پولیس انچارج سردار اُدھاگر سنگھ صاحب ہمارے محلہ میں مقدس مقامات دیکھنے کے لئے تشریف لائے - آپ نے مسجد مبارک - مسجد اقصےٰ اور بہشتی مقبرہ دیکھا منارۃ المسیح پر چڑھ کر سارے شہر کا نظارہ بھی کیا - بعد ازاں دفتر زائرین میں سلسلہ کی تبلیغی اور جماعتی معلومات حاصل کیں - آپ نے دفتر زائرین کی وزٹنگ بک میں اپنے تاثرات بھی تحریر فرمائے - مہمان خانہ میں آپ کی دودھ سوڈا سے تواضع کی گئی - اور خدا کے فضل سے اچھا اثر لے کر رخصت ہوئے - اس موقعہ پر آپ کی خدمت میں سلسلہ کا لٹریچر بھی پیش کیا گیا - جسے آپ نے بخوشی قبول کیا - اور مطالعہ کا وعدہ فرمایا - آپ کے والد صاحب نے بھی زیارت کے بعد اچھے تاثرات کا اظہار فرمایا -

چند آریہ سماجی نیتاؤں کی قادیان میں آمد

مقامات مقدسہ کی زیارت کی

قادیان ۲۵/۷/۵۸ - آج آچاریہ بھگوان دیو جی مہاراج آف روہتک اور ان کے بعض اور ساتھی ہندی رکھشا کے سلسلہ میں قادیان میں آئے اور مقامی آریہ سماج کے زیر اہتمام جلسہ میں تقاریر کیں - جس میں سابقہ اندولن کا حوالہ دیتے ہوئے حکومت پنجاب کو ہندی رکھشا کے لئے اپنے مواعید پورے کرنے کی طرف توجہ دلائی -

دوسرے روز صبح کے وقت یہ احباب جماعت احمدیہ کے مقدس مقامات کی زیارت کے لئے تشریف لائے - آپ نے مسجد مبارک - مسجد اقصےٰ کو دیکھا - بعد ازاں دفتر تعلقات امور عامہ میں سلسلہ کا لٹریچر ان کی خدمت میں پیش کیا گیا - اور تبلیغی گفتگو بھی ہوئی -